REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۴۳ — شمارہ ۲۶

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:۔
بذریعہ ہوائی ڈاک:۔ ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:۔
منیر احمد خادم
نائبین:۔
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۰ محرم ۱۴۱۵ ہجری — ۳۰ احسان ۱۳۷۳ ہش — ۳۰ جون ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۸ جون سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ روزانہ ہی ہندوستانی وقت کے مطابق چھ بجے شام ملاقات پروگرام میں تشریف لاتے ہیں اور ایک گھنٹہ تک اہل دنیا کو دینی و دنیوی علوم اور عرفان کی بارشوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

قرآن کریم کی اتباع کی برکات

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"فرقان مجید باوجود ان تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے۔ اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے۔ کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں۔ اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اُس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے ان مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبان الٰہی کے لئے خاص ہیں۔ اور ان ربانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہو گیا ہے۔ جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی ان تمام محبتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق میں بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینے میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو الفاظ کے ذریعے سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ میں بیان کر سکتا ہے۔ اور نور الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول اور مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس قدر ان پر پے در پے علی الاتصال تلطفات و تفضلات وارد کرتا ہے اور ایسی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظوران نظر احدیت ہیں جن پر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے۔ اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب و غریب سے ممتاز ہیں اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہیں۔ اور مقبولیت کے فخروں سے مفتخر ہیں اور قادر مطلق کا نور ان کی صحبت میں ان کی توجہ میں ان کی ہمت میں ان کی دعا میں ان کی نظر میں ان کے اخلاص میں ان کی طرز معیشت میں ان کی خوشنودی میں ان کے غضب میں ان کی رغبت میں ان کی نفرت میں ان کی حرکت میں ان کے سکون میں ان کے نطق میں ان کی خاموشی میں ان کے ظاہر میں ان کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ تاریخ (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے

احباب اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ نگران: بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ احسان ۱۳۷۳ ہش

قرآن کریم کے پیش کردہ اصول چناؤ ہی سب سے بہتر ہیں

وطن عزیز ہندوستان دنیا کا ایک بڑا جمہوری ملک ہے جس کے آئین میں ہر شخص کو آزادی مذہب وضمیر حاصل ہے جمہوری ملک ہونے کے لحاظ سے اس کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں تھمائی جاتی ہے جن کو عوام اپنی مرضی سے منتخب کرتے ہیں۔ اگر ہمارے چنے ہوئے نمائندے لائق اور اہل ہوں گے تو یقیناً ہم مطمئن ہوں گے کہ ایسے ملاحوں کے ہاتھوں میں ملک وقوم کی ناؤ ہے جو اسے بحفاظت کنار عافیت تک پہنچا سکیں گے اور ہمارا قدم ترقی کی راہ پر بڑھتا چلا جائے گا اور اگر ہم نے بلا سوچے سمجھے جانبداری سے کام لیا اور اہل اور نا اہل کا فرق نہ کیا تو ہمارا قدم ترقی کی طرف گامزن ہونے کی بجائے گراوٹ اور تباہی کی جانب رخ اختیار کر لے گا۔

پچھلے کچھ عرصہ سے جمہوری اداروں کے طریق کار میں گراوٹ کی کئی مکروہ مثالیں سامنے آئی ہیں اور دیش کی پارلیمنٹ اور مختلف صوبائی اسمبلیوں میں ہنگامہ آرائی اور مار پیٹ کی جو وارداتیں ہوئی ہیں خواہ ایسی واردات ایک دو ہی ہوں وہ یقیناً افسوسناک اور جمہوریت کی عظمت کو کم کرنے والی ہیں ان کی اصلاح جمہوریت کے قیام وبقا کے لئے ازبس ضروری ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض چنیدہ نمائندے اس لائق نہیں ہوتے کہ قومی کام ان کے سپرد کئے جا سکیں۔ ایک خبر کے مطابق پنجاب کے ۲۸ فیصد ایم ایل اے صرف میٹریکولیٹ ہیں اور بمشکل ۱۲ ممبر ایسے ہیں جن کے پاس ایم اے کی ڈگریاں ہیں اسی طرح ہریانہ صوبائی اسمبلی کے ۹۰ ممبران میں سے ۱۱ ممبران ایسے ہیں جو دسویں سے بھی کم پڑھے ہیں چار ممبران تو مڈل بھی پاس نہیں علی ہذا القیاس باقی صوبائی اسمبلیوں کا بھی حال ہے۔ اگر یہ حال صوبائی اسمبلیوں کا ہے تو پنچایت میونسپلٹی اور کارپوریشنوں کا تو خدا ہی حافظ

کچھ عرصہ سے ملک کے موجودہ چناؤ سسٹم میں سدھار کی چرچا گرم ہے چیف الیکشن کمشنر کے مطابق ہندوستانی انتخابی نظام میں دن بدن کورپشن اور نسل پرستی جیسی برائیں حاوی ہوتی جا رہی ہیں اگر ان کو نہ روکا گیا تو عوام کا موجودہ انتخابی نظام سے اعتماد اٹھ جائیگا اور یہ جمہوریت کے مستقبل کے لئے بیحد خطرناک ہوگا۔

سینئر جرنلسٹ دلیپ پڈگاونکر کا کہنا ہے کہ عوام کی عقیدت موجودہ ووٹنگ نظام میں کم ہو رہی ہے ان میں ووٹ ڈالنے کے تئیں جوش ہی نہیں رہا ان کا رجحان یہ ہو رہا ہے کہ جس نے جیتنا ہے اسی نے جیتنا ہے ہم ووٹ ڈالنے میں اپنا وقت کیوں برباد کریں۔

اگرچہ چناؤ سدھار مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے جو بھی پارٹی برسر اقتدار آئی اس نے شروع میں اس مسئلہ کو خوب اچھالا ہے مگر بعد میں خاموش ہو گئی۔ اس سلسلہ میں مختلف وقتوں پر متعدد دانشوروں نے درج ذیل انتخابی اصلاحات کی طرف توجہ دلائی ہے

ایک تو یہ کہ عوام اور غریب لوگوں کی محنت مزدوری کا روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور تشہیر کے لئے کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جو شخص اتنا روپیہ خرچ نہیں کر سکتا خواہ وہ کتنا ہی قابل ہو میدان میں کھڑا ہی نہیں ہو سکتا۔ مدمقابل فریق کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حتی کہ بعض مواقع پر تو جان سے مار ڈالنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ جس کا سختی سے نوٹس لیا جانا چاہیے۔

۲۔ جعلی ووٹنگ روکی جائے خواہ اس کے لئے ووٹران کو فوٹو والے شناختی کارڈ دیئے جائیں۔

۳۔ ہر شخص اپنی مرضی سے اپنے ووٹ کا حق استعمال کرے تاکہ اسے احساس ہو کہ جسے میں نے اپنا ووٹ دیا ہے میں اس کی تائید میں ہوں۔

۴۔ ووٹ شماری میں کسی طرح کی دھاندلی کا دور کا بھی تعلق نہ ہو۔

۵۔ مناسب تشہیر بے شک کی جائے تاہم ملک وقوم کا روپیہ پانی کی طرح بہانا ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا، جھوٹ اور جھوٹے وعدوں کا سہارا لینا۔ ووٹ حاصل کرنے کے لئے شراب پر بے دریغ پیسہ خرچ کرنا بالکل ناپسندیدہ ہے۔

ان امور کو اختیار کر کے کامیاب ہونے والے امیدوار کسی کا بھلا کیسے کر سکتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چناؤ میں خرچ کی جانے والی رقم اکثر رشوت خوری اور دیگر ناجائز طریقوں سے وصول کی جاتی ہے۔

سب سے ضروری یہ ہے کہ ووٹ ہر باعزت شہری کا ایسا حق ہے جو حقدار شخص کے سپرد کیا جانا چاہیئے بلا سوچے سمجھے اسے ضائع کر دینا نا اہل کے حوالے کر دینا یا استعمال نہ کرنا سخت معیوب بلکہ گناہ کے مترادف ہے اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا ۙ
وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا
(النساء آیت ۵۹)

ترجمہ :۔ اللہ تمہیں یقیناً (اس بات کا) حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو اور (یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت ہی اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں چناؤ کا حقیقی فلسفہ اور بنیادی ضروری باتوں کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر ان بیان فرمودہ سنہری اصولوں کو ہم مدنظر رکھیں تو آئے دن پیدا ہونے والی قباحتوں اور نقصانات سے ہم بکلی محفوظ رہ سکتے ہیں۔

آیت کریمہ میں مندرجہ ذیل امور کو واضح کیا گیا ہے۔

۱۔ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنی رائے ضرور دے کیونکہ یہ خدا کا حکم ہے اور ہر شخص کے پاس ایک امانت ہے۔

۲۔ امانت اس کے اہل کو ادا کرنی چاہیئے اور یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا وہ اس منصب کو امانت سمجھ کر اس کے تمام حقوق وفرائض بجا لا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا اہل بلا لحاظ مذہب وملت رنگ ونسل کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اس رائے شماری کے وقت ضروری نہیں کہ جس کو ہم نے ووٹ دیا ہے وہی کامیاب بھی ہو کوئی دوسرا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں حکومت کی قیادت اکثریت حاصل کرنے والے کسی بھی فرد کے سپرد ہو سکتی ہے چنیدہ حاکم کے لئے ارشاد خداوندی ہے کہ جب بھی کسی حاکم کو لوگوں کے درمیان فیصلہ دینا پڑے تو یہ نہیں دیکھنا کہ یہ میری پارٹی کا آدمی ہے یا دوسری کا اسنے مجھے ووٹ ڈالا ہے کہ نہیں بلکہ اپنے معزز عہدے کی امانت کا حق ادا کرتے ہوئے عدل وانصاف سے کام لینا چاہیئے۔

امانت کے تقاضے پورے کرنے والا ہر ووٹر سوچے گا کہ میں نے جعلی ووٹ نہیں دینا نا اہل کو ووٹ نہیں دینا کسی قسم کی دھاندلی اور ناجائز کارروائی کا سہارا نہیں لینا الغرض اگر ہم اس تعلق میں امانت و دیانت کے تقاضوں کو مدنظر رکھیں گے تو اس تعلق میں پیش آنے والی تمام برائیوں کا قلع قمع ہو جائے گا اور اس طرح ہم پاک وصاف انتخاب کے طریق کار کی بنیاد ڈال سکیں گے اور جو شخص حاکم بنے گا اگر وہ عدل سے کام لے تو کنبہ پروری ناجائز طرفداری، رشوت خوری عدم مساوات قسم کے جملہ امراض کسی صورت میں پنپ نہ سکیں گے اور اس طریق پر ایک صحت مند اور مفید انتظامی ڈھانچہ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

طاقت وہاں ہے جہاں سے آج میں بول رہا ہوں

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں طاقت ہے، مسیح موعود علیہ السلام کے منصب غلامی میں طاقت ہے

اپنے تقویٰ کی اپنی ذات میں، اپنے خاندان میں، اپنی آئندہ نسلوں میں حفاظت کرنا یہ وہ اہم ترین فریضہ ہے جو ہمیں سونپا گیا ہے

ایک ایسی جماعت بن کر خدا کی نظر میں ابھریں کہ خدا کی تقدیر اس جماعت کو ہزاروں سال تک معزز بنائے رکھے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۸ شہادت/اپریل ۱۳۷۴ ہش / ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورۃ الحجرات - ۱۴)

پھر فرمایا:-

آج کے جمعہ کے لئے بھی کچھ اعلانات ہیں اور دعا کی درخواستیں ہیں ان کے ذکر کے بعد پھر انشاء اللہ اسی مضمون کو آگے بڑھائیں گے جس مضمون پر خطبات کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ یوگنڈا کا جلسہ سالانہ آج انتیس اپریل سے شروع ہو رہا ہے اور جلسے کے اختتام پر یعنی یکم مئی کو ان کی مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوگی۔ کل سے جماعت ہائے احمدیہ تنزانیہ اور جماعت احمدیہ سپین کی مجالس شوریٰ بھی منعقد ہو رہی ہیں۔ خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام اٹھیسویں تربیتی کلاس آج انتیس اپریل سے شروع ہے تیرہ مئی تک جاری رہے گی لجنہ اماء اللہ پاکستان کے زیر اہتمام بچیوں کی ایک تربیتی کلاس آج سے شروع ہو رہی ہے خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد کا سالانہ اجتماع کل جمعرات سے شروع ہو چکا ہے آج ختم ہوگا۔ خدام الاحمدیہ سسن ہورسٹ کیلیفورنیا کا ریجنل اجتماع آج سے شروع ہو رہا ہے تیس اپریل (کل) تک جاری رہے گا۔ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ فرینکفرٹ ریجن کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل ۳۰ اپریل بروز ہفتہ منعقد ہو رہا ہے۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو خالصۃً للہ بنائے رکھے اور خالصۃً للہ اجتماعات کی جو برکتیں اللہ کے ہاں مقدر ہیں وہ ساری ان کو نصیب ہوں۔

جماعت احمدیہ کینیا کی طرف سے ایک شکوہ رہ گیا ہے کہ ان کا گزشتہ جمعے کے موقع پر مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا تھا اور جو تیس اپریل تک رہی تھی تو ان کا ذکر رہ گیا تھا تو دعا تو اب بھی ان کے لئے ہو سکتی ہے۔ شوریٰ کے جو فیصلے ہوئے ہیں ابھی آخری شکل تو اختیار نہیں کر سکے تو جو بھی انہوں نے سوچا اللہ اس میں برکت ڈالے اور جب یہاں فیصلے پہنچیں گے اور ان کی منظوری ہوگی تو ہم دعا کرتے ہیں اللہ ان فیصلوں پر بہترین عملدرآمد کی توفیق بخشے۔

جماعت احمدیہ کینیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اکٹھی ہو رہی ہے اور بیداری اور قربانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ جب دعوت الی اللہ کی مہم کا دوبارہ یورپ سے آغاز کیا گیا ہے (پہلے پاکستان میں جاری ہوئی تھی تو یورپ سے دوبارہ اس مضمون کو خصوصیت سے جب اٹھایا گیا) تو اس وقت کینیا تمام افریقہ میں سب سے پیچھے تھا اور اتنی تھوڑی بیعتیں ہوتی تھیں کہ جب میں ان کے مربی صاحب سے پوچھا کرتا تھا کیا ہو رہا ہے۔ کہتے تھے یہ علاقہ ہی ایسا ہے یہاں شروع سے یہی رواج ہے۔ میں نے کہا ہم نے تو رواج بدلنے ہیں نہیں بدلتے تو توڑنے ہیں اور لازماً آپ کو اٹھ کر باقی افریقہ کی سطح پر آگے بڑھنا ہوگا ورنہ تو کروڑ سال بھی بیٹھے رہیں گے تو یہاں کوئی بھی اثر نہیں پڑے گا۔ وہاں مشکل یہ تھی کہ پاکستانیوں کی ایک سوسائٹی تھی، کچھ ہندوستان کے احمدیوں کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ راضی تھے اور پتہ ہی نہیں تھا کہ کسی ملک میں رہتے ہیں، وہاں کے حقوق ادا کرنے ہیں جس زمین کا نمک کھایا ہے اس کا شکریہ کا حق ادا کرنا ہے۔ ان کو حقیقت اسلام سمجھا کر ان کے دلوں کو جیت کر ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں رہی اور اسی پہ راضی تھے کہ بڑی مخلص جماعت ہے چندہ بھی اچھا دے دیتے ہیں اکٹھے مل کے بیٹھتے ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی رہے اور یہاں تک کہ پھر حالات ایسے تبدیل ہوئے کہ جن ملکوں میں جماعت ان ملکوں کا حصہ نہ بن سکی وہاں سے ان کے پاؤں اس طرح پھر حکومتوں نے اکھیڑے ہیں کہ وہاں ٹھہرنے بن نہیں پڑ سکے چنانچہ باقی ایشیائیوں کی طرح پاکستان کے وہ احمدی جو بعض صورتوں میں کئی نسلوں سے افریقہ میں رہ رہے تھے (یعنی مشرقی افریقہ میں) ان کو وہاں ٹھکانہ نہیں ملا۔ بہت سے ان میں سے اب جلنگھم میں آکے آباد ہو گئے ہیں اسی طرح باقی ایشیائیوں کا حال ہوا۔ لیکن جہاں خدا کے فضل سے جماعت افریقن بن کر بیٹھی رہی ہے وہاں کیفیتیں ہی اور ہیں تو یہ میرے سامنے عذر پیش کیا جاتا رہا کہ جی یہاں تو یہی چل رہا ہے۔ میں نے میں نے کہا یہ چل رہا ہے مجھے منظور نہیں یہ تو توڑنا پڑے گا انہیں اور ان لوگوں میں داخل ہوں ان کی جماعت بنیں جس ملک میں رہتے ہیں وہاں FOREIGNER بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے لیتے عرصے تک ان کے پیچھے پڑ کر آہستہ آہستہ انفرادی طور پر بھی توجہ دلائی گئی خدا کے فضل سے اب جماعت بیدار ہو گئی ہے اب بیسیوں کی بجائے ہزاروں میں بیعتیں آنی شروع ہو گئی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اب ان کا قدم بھی مغربی افریقہ کی

طرح تیز رفتاری سے آگے بڑھے گا اور آئندہ چند سال میں لاکھ لاکھ سے اوپر بھی انشاء اللہ تعالیٰ یہ بیعتیں پیش کر سکیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس بیداری کے نیک عمل کی بہترین جزاء دے اور بیداری جاری رہے، بڑھتی رہے اور زیادہ پھل عطا کرتی رہے۔ یہی باتیں مشرقی افریقہ کے دوسرے ممالک پر بھی اطلاق پاتی ہیں یوگنڈا بھی اور تنزانیہ بھی یہ کبھی اس معاملے میں اپنے سے پیچھے مخاطب نہیں۔

شوریٰ کے سلسلے میں ایک اقتباس مجھے کسی نے بھجوایا تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ تفسیر میں شوریٰ کا ذکر فرمایا ہے تو میں نے پرائیویٹ سیکرٹری سے کہا تھا کہ یہ رکھ چھوڑیں۔ جب کبھی شوریٰ کا تذکرہ آئے گا تو وہاں پڑھ کے سنائیں گے۔ اچھا دلچسپ اقتباس ہے اور انہی باتوں کو تقویت ملتی ہے جو میں آپ کے سامنے پچھلی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں (سورۃ الماعون کی تفسیر میں)

"میں نے احمدیہ جماعت کی مجلس شوریٰ میں دیکھا ہے اور میرا جیس پچیس سال کی مجالس شوریٰ کا یہ تجربہ ہے کہ بسا اوقات کسی فیصلے کی پوری زنجیر اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک ایک عام آدمی کی رائے بھی اس کے ساتھ نہ ملائی جائے یعنی سو میں سے صرف ایک دفعہ مجھے اپنے طور پر فیصلہ کرنا پڑتا ہے"

اور جو میں نے گذشتہ مجالس شوریٰ کے فیصلوں کا جائزہ لیا تھا میرے خیال میں سو میں سے ایک دفعہ بھی زیادہ ہے۔ اس سے بھی کم مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہا فیصلہ نافذ کرنا پڑا ہے۔ لیکن ایک بات جو عام طور پر نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور اسی پر یہ مضمون روشنی ڈال رہا ہے وہ یہ ہے کہ فیصلے کے وقت یہ نہیں ہوا کرتا کہ خلیفہ وقت الگ بیٹھا ہے اور ایک طرف سے فیصلے آ رہے ہیں اور آخر پر وہ بتاتا ہے کہ یہ منظور ہے، یہ نامنظور ہے۔ وہ اپنی رائے کو مسلسل مجلس شوریٰ کے ممبران کی رائے میں داخل کر کے ان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ رائے جب آخری شکل اختیار کرتی ہے تو اس سے پہلے ہی خلیفۃ المسیح کی رائے اور اس کے مشورے، اس کی سوچ پوری طرح مجلس شوریٰ کی سوچ اور اس کے مشورے، اس کی رائے بنا چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے ویسے بھی ویٹو کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بھی عادت تھی کہ بعض دفعہ کسی آدمی نے نام نہیں لکھوایا۔ مشورے مکمل ہو گئے، لیکن دور کسی ایک دیہاتی پر نظر پڑی جو ایک کونے میں خاموش بیٹھا ہے۔ اس کو مخاطب کر کے نام لے کر اٹھایا کرتے تھے کہ چودھری صاحب آپ بھی اٹھیں۔ آپ نہیں بولے۔ بعض دفعہ وہ انکسار کے ساتھ کہہ دیا کرتے تھے کہ "جی میں کی بولاں گا"۔ انہوں نے کہا نہیں نہیں آپ مجھے جتا دیں دیہاتیوں کا مشورہ بھی مجھے چاہیئے۔ ہمارا مشورہ مکمل نہیں ہوگا جب تک مجھے دیہاتی، جس طرح کے آپ ہیں اس قسم کی زندگی کا مشورہ نہ ملے۔ چنانچہ پھر وہ مشورہ دیا کرتے تھے۔ یہ وہ عمل ہے جو اب بھی خدا کے فضل سے جاری ہے۔ لیکن میں بتا رہا ہوں تاریخی لحاظ سے ایک بہت ہی دلچسپ حوالہ ہے۔ کس طرح مجلس شوریٰ کا ارتقاء ہوا ہے۔ کس طرح مجلس شوریٰ میں خلافت اور جماعت اسی طرح ہم آہنگ ہو جاتی ہے جیسے روز مرہ کاموں میں ویسے ہی ہم آہنگ ہے اور دو الگ وجود نہیں رہتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سو میں سے صرف ایک دفعہ مجھے اپنے طور پر فیصلہ کرنا پڑتا ہے ورنہ ننانوے دفعہ میں فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں کہ کچھ اس کی رائے میں سے لیا اور کچھ اس کی رائے میں سے اور ایک نتیجہ پیدا کر لیا۔ اگر عوام کو مجالس مشاورت میں شامل نہ کرتے تو وہ بھی صرف اپنے گھر کی ضروریات کے متعلق ہی اپنے دماغوں سے کام لینے کے عادی ہو جاتے۔

جو عام روز مرہ کا دستور ہے ہر ایک اپنے گھر کی باتوں میں ہی منہمک رہتا ہے۔

لیکن جب ہم نے ان کو اپنی مشاورت میں شامل کر لیا تو اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے دماغ ترقی کر گئے چنانچہ ان کی آراء کے ٹکڑے ٹکڑے مل کر ایک مکمل سکیم بن جاتی ہے جو جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہوتی ہے"

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

پس اسی طریق کو تمام مجالس شوریٰ عالمگیر میں جاری رکھنا چاہیئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ مشکل یہ درپیش ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کو مخالفانہ رائے کو سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کو مخالفانہ رائے دینے کا سلیقہ نہیں آتا۔ وہ مجالس شوریٰ جو خلیفہ وقت کی صدارت میں منعقد ہوتی ہیں ان میں یہ دونوں منفی عناصر شاذ کے طور پر کبھی ظاہر ہوتے ہیں ورنہ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ وقت کی موجودگی میں جو مخالفانہ رائے بھی دیتا ہے وہ سلیقے سے بات کرتا ہے۔ وہ ادب کا پہلو، وہ ذاتی تعلق کا پہلو، اس کے اندر چھپے ہوئے نشتر کو کند کر دیتا ہے۔ اگر غصے سے بھی بات کرنی ہو تو نکلتی اسی طرح ہے کہ بہت کم غصہ اس کے ساتھ چمٹا رہ جاتا ہے۔ اور جہاں تک حوصلے کی بات ہے اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو حوصلہ عطا فرماتا ہے ہر قسم کی مخالفانہ رائے سنتا ہے اور اس حوصلے میں خلیفہ وقت کی ذاتی خوبی نہیں بلکہ نظام کی خوبی ہے کیونکہ کوئی بھی اس کی رائے کی مخالفانہ رائے نہیں ہوتی۔ ہر رائے تائید کی نیت سے اٹھ رہی ہے اور خلیفہ وقت کے فیصلوں کو تقویت دینے کی خاطر اٹھ رہی ہے۔ اس لئے بظاہر لوگوں کو وہ رائے مخالفانہ معلوم ہو مگر وہ مخالفانہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ بسا اوقات میرا بھی یہ تجربہ ہے کہ ایک منشاء میں نے ظاہر کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت متفق ہے وہ فیصلہ نہیں تھا، محض منشاء تھا۔ انہوں نے اس کو سنا اور بعض ان میں سے سمجھتے تھے کہ اس میں فلاں پہلو رہ گیا ہے۔ چنانچہ اٹھ کر بعض دفعہ بڑی لجاجت سے معذرت کرتے ہوئے بات کرتے ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کوئی ضرورت نہیں کسی تمہید کی ضرورت نہیں، آپ شوق سے بتائیے کیا بات ہے۔ چنانچہ ان کو بعض دفعہ حوصلہ دے کے کھڑا کرنا پڑتا ہے بتائیں تو سہی کیا بات ہے۔ وہ جب بتاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بڑی معقول رائے تھی۔ پس نہ وہ مخالفت کی نیت سے بات کرتے ہیں، نہ سننے والا مخالفانہ بات سمجھ کر سنتا ہے اور یہ وہ بہترین صحت مند ماحول ہے جو جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کے سوا دنیا کے پردے پہ کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ آپ چھوٹے سے چھوٹے، سادہ سے سادہ ملک میں چلے جائیں وہاں چھوٹے ہونے اور سادگی کی خوبیاں ملیں گی۔ بڑے سے بڑے ملک میں چلے جائیں وہاں طاقت کے مظاہرے ہوں گے اور طاقت کے نتیجے میں جو بات میں قوت پیدا ہوتی ہے وہ بھی دکھائی دے گی مگر یہ پاکیزگی جو جماعت احمدیہ کی شوریٰ کے ماحول کی ہے یہ ہر وجود کا ایک جان ہو جانا اور بڑے محبت اور تقویٰ کے ساتھ اپنی باتوں کو ادا کرنا اس کا کوئی عشر عشیر بھی آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گا۔

> یہ پاکیزگی جو جماعت احمدیہ کی شوریٰ کے ماحول کی ہے، یہ ہر وجود کا ایک جان ہو جانا اور بڑے محبت اور تقویٰ کے ساتھ اپنی باتوں کو ادا کرنا اس کا کوئی عشر عشیر بھی آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گا۔

لیکن جب خلیفہ وقت موجود نہ ہو تو پھر میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ کچھ بے وقوفیاں سر اٹھانے لگتی ہیں۔ بے وقوفیاں ان معنوں میں کہ بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔ اکھڑ بات کی، اس طریقے سے بات کی گویا روڑا مار دیا ہے اور نہ ان صدران کو اتنا حوصلہ ہوتا ہے

کہ وہ سمجھ لیں چنانچہ کئی دفعہ ہماری مجالس شوریٰ میں (کرسی چلنے کی حد تک تو خدا کے فضل سے کبھی نہیں پہنچی جیسے کرسیاں دوسرے ایوانوں میں چل جاتی ہیں) مگر تلخ بات ضرور چل پڑتی ہے یا چل پڑتی رہی ہے اور ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت غیر معمولی فضل فرمایا یہ ترکیب سمجھا دی کہ ان سب سے میں نے کہا کہ آپ اپنی ریکارڈنگ کیا کریں تاکہ جب بھی میں نے کچھ سننا ہو میں ریکارڈ منگواؤں اور خود سنوں۔ پس اس بات کا یہ نتیجہ تھا کہ ہر بیٹھ ویسے ہی احساس ہو گیا جیسے میں موجود ہوں اور یہ جو موجودگی کا احساس ہے یہ بہت ہی ضروری چیز ہے جماعت نے خلافت سے جو تعلق کا احساس سیکھا ہے اس کا اگلا قدم وہ

> **جماعت نے خلافت سے تعلق میں جو احساس سیکھا ہے اس کا اگلا قدم وہ ہے کہ اللہ کی حضوری میں رہیں**

ہے کہ اللہ کی حضوری میں رہیں۔ جن کو اس دنیا میں حضوری کا تجربہ نہ ہو اس کی مشق نہ ہو ان کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی حضوری کا تصور بھی نہیں ہوتا اور عملاً وہ دو دنیاؤں میں زندگی بسر کر رہے ہیں ایک ان کی اپنی دنیا ہے، ایک تصور میں خدا تعالیٰ سے تعلق کی دنیا ہے۔ ان دونوں کا رشتہ کوئی نہیں ہوتا۔ تو مجلس شوریٰ ہمیں یہ رشتے قائم کرنے کے سلیقے بھی عطا کرتی ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ تمام دنیا میں مجالس شوریٰ انہی نصیحتوں کو پیش نظر رکھ کر جاری رہیں گی اور جاری کی جائیں گی اور اعلیٰ اخلاق کی حفاظت کی جائے گی کوئی بات اس طریقے پر نہیں کی جائے گی جس میں کسی قسم کا تلخی کا یا اپنے بھائی کی دل آزاری کا عنصر ہو اور اگر کوئی سادگی یا نادانی یا ناتجربہ کاری سے ایسی بات کر دیتا ہے تو حوصلے کے ساتھ سن کر اسے سمجھانے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ جواباً آپ بھی پتھر پہ پتھر ماریں اور سارا ماحول پراگندہ ہو جائے۔ پس میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ جو بہت ہی عظیم الشان نظام شوریٰ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دوبارہ ہمیں عطا کیا ہے، یہ اتنا قیمتی نظام ہے کہ اس کی خاطر ہر بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اب میں اس آیت کریمہ کی طرف آتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی اس کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے جو کچھ عرصے سے جاری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔

اے انسانو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور اس پہلو سے کوئی فرق نہیں ہے، کالا پیدا ہوتا ہے یا گورا پیدا ہوتا ہے، لولا لنگڑا پیدا ہوتا ہے یا صحت مند پیدا ہوتا ہے۔ مشرقی، مغربی، شمالی، جنوبی سب مرد اور عورت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ اور ہم نے تمہیں قبائل میں اور بڑے بڑے گروہوں میں تبدیل کیا ہے۔ لِتَعَارَفُوْا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ ایک دوسرے کو پہچانتے وقت ان حوالوں سے بات کر سکو۔ یہ وہی مضمون ہے جس مضمون کے پیش نظر نام رکھے جاتے ہیں۔ ہر انسان کا ایک نام ہے وہ اس کی ذاتی شناخت ہے اور ذاتی شناخت کو آسان بنانے کے لئے پھر قبائلی شناخت، بعض دفعہ اس کی قوم کی شناخت، اس کے مذہب کی شناخت، یہ ساتھ مل جاتی ہیں تو نام کا مقصد پورا ہو جاتا ہے مگر انسان انسان ہی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تم میں سب سے معزز خدا کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت علم رکھنے والا اور بہت باخبر ہے۔

یہاں "اَكْرَمَكُمْ" کے متعلق میں کچھ مزید کہنا چاہتا ہوں۔ انسان دنیا میں سب سے اوّل تو روٹی کے لئے جیتا ہے، کمائی کے لئے جیتا ہے۔ اقتصادی طور پر وہ زیادہ سے زیادہ اپنے وجود کو پھیلانا چاہتا ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ اولاد ہے، باقی رہنے والی نسلیں ہیں، خاندان ہیں، تعلقات ہیں، دوستیاں ہیں، قومی وقار ہیں، ان سب کی خاطر جیتا ہے۔ پھر قوت کے لئے جیتا ہے، طاقت حاصل کرتا ہے اور طاقت کے ذریعے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر دکھاتا ہے۔ یہ پہلے دو جو محرکات ہیں یہ عموماً جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ طاقت والے حصے میں داخل ہوتے ہیں تو اگرچہ جانور بعض پہلوؤں سے بعض دوسرے جانوروں پر طاقتور ہونے کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے مگر شعوری طور پر جانور طاقت کے اجتماع نہیں کیا کرتے۔ اس غرض سے وہ طاقت حاصل نہیں کیا کرتے کہ دوسروں پر اپنی برتری دکھائیں۔ جیسی طاقت جس جانور کو خدا کی طرف سے نصیب ہو گئی ہے اس کے استعمال سے، جو طبعی استعمال ہے، جتنا سا رعب پڑنا چاہئے اتنا خود بخود پڑتا ہے اور اس طرح جانوروں کی دنیا میں ایک باہمی مقابلے کی ایک طبعی جاری و ساری صورت ہے جو ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ شیر کا ایک مقام ہے۔ ایک بکری کا مقام ہے۔ بکری سے نیچے اس کے میمنوں کا بھی مقام ہے۔ ایک کتوں کا ایک اس کے پلوں کا مقام ہے۔ یہ سارا نظام کائنات طاقت کے لحاظ سے بھی مختلف گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔ لیکن انسان کی طرح جانور اجتماعی کوشش سے اپنے لئے زائد طاقت حاصل کرنے کا شعور نہیں رکھتے۔ یہ پہلی دفعہ انسان میں واقع ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ "اکرام" کا تصور جانوروں میں نہیں ہے اور انسان میں ہے اور "اکرام" کے تصور کا طاقت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ایک "اکرام" طاقت سے ملتا ہے۔ اسی لئے عربی زبان جو الہامی زبان ہے اس میں طاقت اور عزت کے لئے مشترک لفظ رکھا گیا ہے جیسے "عزیز" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز ہے۔ "عزیز" کا ایک معنی ہے عزت والا، بزرگی والا، صاحب شرف اور ایک ہے غالب۔ تو قوت کا جو عزت کے ساتھ ایک طبعی اٹوٹ رشتہ ہے وہ انسانی سطح پر ابھرنے کے بعد انسان کے شعور میں ابھرتا ہے۔ اس سے پہلے وہ رشتہ تو ہے مگر جانوروں کے شعور میں ابھرتا نہیں ہے۔ ان کو علم نہیں کہ طاقت سے عزت نصیب ہوا کرتی ہے۔ پس انسان طاقت ڈھونڈتا ہے اور طاقت سے عزت پاتا ہے اور یہاں سے اس کی تربیت کا وہ اگلا سفر شروع ہو جاتا ہے جو اسے خدا کی طرف لے جاتا ہے۔

خدا کا جہاں تک تعلق ہے، اس پر آپ کی طاقت کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ کوئی بھی حیثیت نہیں۔ کمزور سے کمزور اور طاقتور سے طاقتور خدا کی نظر کے سامنے کوئی بھی فرق والی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایک مشہور سائنسدان نے غالباً آئن سٹائن کے کسی مضمون میں میں نے یہ پڑھا تھا اس نے بھی یہ نکتہ پیش کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل پر جو مخلوق ہے اس کا فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ مثال کے طور پر جیسے سورج کا زمین سے تعلق ہے اور آپ اونچائی پہ کھڑے ہو جائیں یا نیچے اتر جائیں جہاں تک سورج کے فاصلے کا تعلق ہے وہ ایک ہی جیسا دکھائی دے گا۔ چاند نسبتاً قریب ہے اس لئے چاند کا قرب یا چاند سے دوری زمین کی مختلف سطحوں پر ایک اثر دکھاتی ہے سطح سمندر پر اس کا قرب نمایاں ہوتا ہے۔ اور وہ یعنی چاند اسے زیادہ زور سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور سمندر کی تہہ میں چاند کی طاقت کچھ کم ہو جاتی ہے مگر سورج کی طاقت برابر ہے اس سے ذرا بھی فرق نہیں دکھائی دیتا یعنی ایسا فرق جو روزمرہ کی انسانی اور حیوانی زندگی پر نمایاں ہو کر اثر انداز ہو سکے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے اس کے سامنے تو سارے بندے، ہر طاقت، ہر کمزوری ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اس لئے وہاں تو خدا کی نظر میں طاقت اور عزت کا کوئی جوڑ دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں ایک اور مضمون شروع ہوا ہے جس کی طرف قرآن کریم کی آیت اشارہ فرما رہی ہے کہ خدا کے سامنے نہ تمہاری دولتیں کام آئیں گی۔ نہ تمہارے جتھے کام آئیں گے۔ نہ تمہاری سیاسی یا دوسری طاقتیں کام آئیں گی۔ اور عزت پھر بھی تمہاری

اب امریکہ کا رعب ہے اور قومیں امریکہ کو سجدے کر رہی ہیں لیکن نہیں جانتیں کہ یہ دور بھی ہمیشگی کا دور نہیں ہے۔ وہ تنزل کے آثار امریکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں جو چند اور سالوں میں نمایاں ہو جائیں گے اور پھر امریکہ کی وہ برتری اور فضیلت، گویا ایک ہی سپر پاور ہے، باقی نہیں رہے گی۔

دلی تمنا ہے۔ انسانی زندگی کا ایک حصّہ بتا دی گئی ہے پھر کیسے خدا سے عزت پاؤ گے؟ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ہم تمہیں عزت کا رستہ بتاتے ہیں۔ تم سب سے زیادہ متقی ہو جاؤ اور یہ وہ چیز ہے جو اس سے پہلے حیوانی زندگی میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ یہاں انسان حیوانی زندگی سے بالکل ممتاز ہو کر ابھرتا ہے۔ تقویٰ کا وہ مضمون ہے جو انسانی ارتقاء کی آخری منزل سے شروع ہوتا ہے یعنی انسانی منزل سے۔ اور پھر یہی وہ مضمون ہے جو خدا کی طرف آپ کے سفر میں مسلسل آپ کا ساتھ دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اسے یوں بھی بیان فرمایا خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی سب سے اچھا زاد راہ تقویٰ ہے۔ تو پتہ چلا کہ اس کی پہلے کی منازل جتنی بھی زندگی نے طے کیں انسان کے وجود تک اور انسان کی روزمرہ کی زندگی میں بھی، ان میں زاد راہ کچھ اور ہوا کرتا تھا۔ یہاں سے اگلا سفر جو بلندیوں کی طرف شروع ہوتا ہے، جو خدا کی طرف ہے، اس کے متعلق ایک اور زاد راہ بیان کر دیا جس کا پہلے کوئی تصور نہیں ہے۔ فرمایا

اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

تقویٰ بہترین زاد ہے اس سے بہتر زادِ سفر تمہیں نصیب نہیں ہو سکتا۔

پس تقویٰ سیکھنا ہے کیونکہ تقویٰ کے بغیر ہم اللہ کی نظر میں کوئی عزت نہیں پا سکتے اور یہ دنیا کی عزتیں تو یہیں مر مٹ جائیں گی، ہمارے ساتھ مٹی ہو جائیں گی اور یہاں بھی ان کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ نہ قوموں کی عزتوں کی کوئی ضمانت ہے، نہ افراد کی عزتوں کی ضمانت ہے۔ تاریخ پر نظر ڈال کے دیکھیں قومیں دیکھیں، کہاں سے اٹھیں اور کہاں تک جا پہنچیں اور پھر تنزل کی راہ اختیار کرتے کرتے کس طرح وہ ذلیل اور رسوا ہو گئیں۔ وہی قومیں جن پر ان کو برتری حاصل ہوا کرتی تھی، ان برتری والی قوموں کو خدا تعالیٰ نے ذلیل و رسوا اس حد تک ہونے دیا کہ وہ جو کل تک ذلیل تھے وہ ان پر حکومت کرنے لگے، وہ ان پر ایسے حاکم اور جابر بن کر سوار ہو گئے کہ بعض ایسے تاریخ کے دور آتے ہیں کہ وہ مجبور قومیں تصور بھی نہیں کر سکتیں کہ کبھی ان کے تسلط سے ہم آزاد ہو سکتے ہیں۔

آج ہی کی دنیا دیکھ لیجئے آج سے کچھ سال پہلے روس کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ قومیں جو روس کے تسلط میں ہیں وہ اس سے آزادی کے کوئی خواب بھی دیکھ سکیں گی۔ مگر جب خدا نے وہ طاقتیں توڑنے کا فیصلہ کیا تو چھوٹی چھوٹی قومیں جن کی کوئی حیثیت نہیں تھی، جنہیں روس کی ایک جھبکی دبا کے مٹا سکتی تھی، وہ سر اٹھانے لگیں اور انہوں نے اپنے لئے آزادی کے مطالبے شروع کر دیئے۔ اب امریکہ کا رعب ہے اور قومیں امریکہ کو سجدے کر رہی ہیں لیکن نہیں جانتیں کہ یہ دور بھی ہمیشگی کا دور نہیں ہے۔ وہ تنزل کے آثار امریکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں جو چند اور سالوں میں نمایاں ہو جائیں گے اور پھر امریکہ کی وہ برتری اور فضیلت، گویا ایک ہی سپر پاور ہے، یہ باقی نہیں رہے گی۔ وہ کمزور قومیں جو ایک طاقت کے وقتی طور پر غالب آنے کے نتیجے میں اپنی عزتوں کے سودے کر لیتی ہیں بہت ہی بے وقوف قومیں ہیں۔ وہ اپنے ضمیر کے سودے کرتی ہیں اور ان سودوں کا فائدہ کوئی نہیں۔ وقت بدل جاتے ہیں پھر کسی اور آقا کی تلاش کرنی پڑتی ہے، پھر اس کے حضور اپنے ضمیر بیچنے پڑتے ہیں۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

وہ کمزور قومیں جو ایک طاقت کے وقتی طور پر غالب آنے کے نتیجہ میں اپنی عزتوں کے سودے کر لیتی ہیں بہت ہی بے وقوف قومیں ہیں۔

میں ان سارے مصائب کا علاج پیش فرما دیا گیا ہے۔ خواہ تم قومی حیثیت سے زندہ ہو، خواہ تم انفرادی حیثیت سے زندہ ہو، اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے تو پھر تمہاری عزتیں اللہ سے وابستہ ہو جائیں گی۔

عِنْدَ اللّٰہِ کا ایک مطلب ہے خدا کے نزدیک تم معزز ہو۔ اب خدا تو کسی کے سامنے جھک کر اس کی عزت نہیں کرتا۔ خدا کے حضور تم نے عزت کی سند حاصل کر لی ہے، یہ معنی ہے۔ تم وہ حق رکھتے ہو کہ تمہاری عزت کی جائے اور جب خدا کے نزدیک کسی قوم کا یہ حق ہو جائے کہ اس کی عزت کی جائے تو اس کی عزتیں بڑھتی ہیں پھر کوئی دنیا کی طاقت اس کی عزتوں کو کم نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ خدا کے نزدیک معزز رہنے کا حق رکھتے ہیں وہ معزز بنائے جاتے ہیں خواہ وہ پہلے کیسے ہی ذلیل کیوں نہ ہوں۔ اور جب وہ ایک دفعہ خدا سے تعلق جوڑ لیں تو اس کے بعد دو امکانات ہیں یا احتمالات بھی ہیں۔ ایک یہ کہ اس دنیا میں بھی تقویٰ کی زادِ راہ کو لے کر نسلاً بعد نسل آگے بڑھیں اور اس دنیا میں بھی مرتے دم تک اس زاد راہ کو ساتھ چمٹائے رکھیں تاکہ پھر وہ آگے ان کا ساتھ دے۔ ایسی قوموں کی عزت کی ہمیشگی کے لئے ضمانت ہے جب تک وہ ان شرطوں کو پورا کریں۔ اور منفی پہلو اس کا جس کا احتمال کے طور پر میں نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ زاد راہ لے کر چلتا چاہیں بڑھیں اگر وہ منزل سے پہلے ختم ہو گیا تو آپ کا گزشتہ سارا سفر ضائع ہو گیا۔ صحرا میں سفر کرنے والا اگر منزل پہ پہنچنے سے اتنی دیر پہلے پانی سے محروم ہو چکا ہو کہ اس عرصے میں بغیر پانی کے انسان زندہ نہ رہ سکے تو وہ یہ دلیل تو نہیں دے سکتا کہ اے خدا تعالیٰ میں پچاس میل یا سو میل اسی صحرا میں سفر کر کے آیا ہوں جبکہ موسم زیادہ سخت تھا تو اب تھوڑی دور منزل رہ گئی ہے اب میں کیوں زندہ نہیں رہ سکتا، گویا پانی ختم ہو گیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔ کوئی اس کی نہیں سنی جائے گی۔ زاد راہ کا ایک قانون ہے وہ غالب قانون ہے وہ مسافر پر قبضہ کرتا ہے اور مسافر کو اس قانون کی ماننی پڑتی ہے۔ پس خوش نصیب وہ ہے جو اپنے زاد راہ کو مرتے دم تک پورا رکھتا ہے اگر بڑھاتا چلا جائے تو اس کی طاقت بڑھتی جائے گی۔ اس کا تقویٰ بڑھتا جائے گا۔ اس کی عزت بڑھتی جائے گی اور اگر نہیں تو کم سے کم ایسا محروم نہ ہو کہ خدا کے نزدیک وہ عزت سے خالی ہو جائے۔ پس جیسے اس دنیا میں خدا کے نزدیک عزت سے خالی رہنا ہے مرنے کے بعد بھی وہ عزت سے خالی رہے گا اور قوموں کے لحاظ سے بھی یہی مضمون ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے دو سفر ہیں ایک ہر احمدی کا ذاتی سفر ہے جو اس کی موت تک جاری ہے۔ ایک ہمارا جماعتی سفر ہے جس کے متعلق ہماری بھرپور کوشش ہے اور دلی آرزو ہے کہ یہ سفر ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری رہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ ہمیں علم ہے کہ مذہبی قومیں بھی اپنے انتہائی عروج تک پہنچنے کے بعد پھر تنزل اختیار کر جایا کرتی ہیں۔ مگر جن بد نصیبوں کی وجہ سے وہ تنزل اختیار کرتی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم وہ بد نصیب نہ ہوں۔ ہمارے دور میں ایک بھی ایسی بات اگلی نسلوں کے ورثے میں نہ آئے جس میں تنزل کا خمیر پایا جاتا ہو۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو خوب متنبہ اور ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی تقدیر ان غالب قوموں سے بالا نہیں ہے۔ یہ دائمی قوانین ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور یہ قانون کہ جب کوئی قوم تقویٰ سے عاری ہو جاتی ہو

خواہ تم قومی حیثیت سے زندہ ہو، خواہ تم انفرادی حیثیت سے زندہ ہو، اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے تو پھر تمہاری عزتیں اللہ سے وابستہ ہو جائیں گی۔

اس کے نتائج سے بھی ضرور عاری ہو جایا کرتی ہے۔ خواہ کتنی ہی بلندیوں پر آپ کا قدم ہو آخر گرنا پڑتا ہے۔ لیکن گرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی جبری فیصلہ نہیں ہے۔ جب قوم اپنے حالات بدلتی ہے، اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ جب تک قوم اپنے حالات نہ بدلے، خدا تعالیٰ کبھی بھی ان کے تنزل کی تقدیر جاری نہیں فرماتا۔ پس ایک پہلو سے یہ تقدیر ہے ایک پہلو سے تدبیر ہے اور تدبیر اور تقدیر کا یہ رشتہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ تقدیر خیر کے خواہاں ہیں تو عمل خیر کی حفاظت کریں۔ اپنی سوچوں کو خیر کی سوچیں بنائیں، اپنی تمام تدبیروں کو خیر کی تدبیر بنائیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سوچوں اور آپ کی تدبیروں کو، جو عارضی اور فانی ہیں، ان کو تقدیر کے ذریعے لافانی کر دے گا۔ عزت آسمان سے اُترے گی آپ کی کوششوں سے نصیب نہیں ہو سکتی مگر خدا کا یہ وعدہ پھر ضرور آپ کے حق میں پورا ہوگا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ تم میں سے سب سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے۔ پس اپنے تقویٰ کی اپنی ذات میں حفاظت کرنا، اپنے خاندان میں حفاظت کرنا اپنی آئندہ نسلوں میں حفاظت کرنا، ایسی گہری سوچوں کے ساتھ حفاظت کرنا کہ آئندہ جاری و ساری رہے، نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ وہ ہمارا اہم ترین فریضہ ہے جو ہمیں سونپا گیا ہے اور جماعت کے تیزی کے ساتھ پھیلاؤ کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ میری فکر انہی باتوں پر مبذول ہے، انہی باتوں کے لئے وقف ہو چکی ہے کہ ہم ایک ایسی جماعت بنا کر خدا کی نظر میں اُبھر آیا کہ خدا کی تقدیر اس جماعت کو آج کے لئے نہیں کل کے لئے، برسوں کے لئے، نسلاً بعد نسل، ہزاروں سال کے لئے معزز بنائے رکھے اور آنے والے اپنی عزتوں کے حوالے ہماری نسلوں کے بھی دیں کہ ان کی دعاؤں، ان کی کوششوں سے، ان کا فیض تھا کہ خدا کے فضل اور اکرام کی تقدیر آسمان سے ہمارے لئے اُتر رہی ہے۔ اس پہلو سے اگر باتیں کرنی ہیں جو عند اللہ "اتقیٰ" تھا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی محمد رسول اللہ تھے اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ اکرام کے لائق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ پس تقویٰ کیا ہے اور اکرام کسے کہتے ہیں، اور جس متقی کو خدا کی طرف سے اکرام نصیب ہوتا ہے اس کے اپنے روزمرہ کے دستور کیا ہوتے ہیں۔ اس کا دوسروں کے ساتھ تعلقات کا دائرہ کس طرح پھیلتا چلا جاتا ہے، کن لوگوں سے اس کے تعلق کٹتے ہیں، کن سے اس کے تعلق استوار ہوتے اور بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی عزت کو خود کن نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ کیا وہ عزت اس کے دل میں تکبر پیدا کر دیتی ہے یا اس کے برعکس جلوہ دکھاتی ہے۔ یہ وہ ساری باتیں ہیں جو ہمیں اپنی سوچوں سے نہیں ملیں گی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا حسن دیکھنے کے نتیجے میں جوں جوں آپ کا حسن ہمارے دل پر جلوہ گر ہو کے اسے اپنا بناتا چلا جائے گا، اسی طرح، اسی رفتار کے ساتھ، ہم تقویٰ کے مضمون سے بھی آگاہ ہوں گے اور تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اکرام کے تقاضوں سے بھی آگاہ ہوں گے۔ پس اس پہلو سے میں احادیث نبویہ کے اس مضمون میں دوبارہ داخل ہوتا ہوں جو میں شروع کر چکا تھا۔

ترمذی کتاب البر والصلۃ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ"

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کون ہم میں سے نہیں ہے؟ فرمایا: جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور اپنے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔ ان کے ساتھ عزت کا معاملہ نہیں کرتا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور معروف باتوں کا حکم نہیں دیتا یا ان کی تلقین نہیں کرتا اور بری باتوں سے روکتا نہیں۔

یہ جو مجلس شوریٰ کا میں نے تصور آپ کے سامنے رکھا تھا یہ حدیث بعینہٖ اس پر چسپاں ہو رہی ہے۔ ہماری مجلس شوریٰ وہی ہوگی جہاں چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا، بڑوں کی عزت کی جائے گی اور نیک باتوں کی نصیحت کی جائے گی بری باتوں سے روکا جائے گا۔ یہ خلاصہ ہے مجلس شوریٰ کا۔ لیکن اس حدیث کے حوالے سے ایک بات جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج کل بعض علماء دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بالکل اُلٹ معنی لیتے ہیں جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشاد سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایک موقع پر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر تم کوئی بری چیز دیکھتے ہو، اپنے ہاتھ سے اس کو روک سکتے ہو تو روک دو۔ اگر نہیں تو زبان سے منع کرو۔ اگر زبان سے بھی منع نہیں کر سکتے تو دل میں بُرا مناؤ۔ ایک بہت ہی گہری حکمت پر مبنی، بہت ہی پاک نصیحت تھی جو جب ٹیڑھے دماغوں میں پڑی ہے تو اس نے دیکھیں کیسا ٹیڑھا رخ اختیار کر لیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حق دیا ہے کہ اگر کوئی اسلام کے خلاف بات کرتا ہے اور تمہارے پاس طاقت ہے، تلوار ہے تو تلوار چلا دو۔ اگر پتھر ہے تو پتھر مارو اور جس طرح بھی بن پڑے زبردستی نمازیں پڑھا دو۔ زبردستی بعض بدیوں سے روکو اور جبر کی حکومت رائج کر دو۔ یہ تلقین اتنی عام ہو چکی ہے اور ایسے ظالمانہ طور پر خصوصاً پاکستان کا مزاج بگاڑ رہی ہے کہ اس کے تصور سے بھی انسان کا دل دہلتا ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔

ابھی چند دن پہلے ایک خبر آئی کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہ کام کر دو تو اس نے کہا میں تلاوت کر رہی ہوں اس کو اتنا غصہ آیا وہ خود حافظ قرآن تھا کہ اس نے قرآن کریم جلا دیا یعنی کہا گیا قرآن کریم جلا دیا تو اس پر شور پڑ گیا سارے شہر کی مساجد سے اعلان ہوا کہ بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اٹھو اور اس شخص کو سزا دو یہاں تک کہ اس کی طرف جب بڑھے ہیں اس سے پہلے پولیس کی تحویل میں وہ آ چکا تھا اور حملہ آوروں نے پولیس سے اس کو چھینا، پہلے اس پر پتھر برسائے اور پھر ابھی جان باقی تھی کہ زندہ آگ میں جلا دیا اور اس طرح انہوں نے قرآن کی عزت قائم کی۔ اس کے پیچھے یہی جھوٹا اور غلط تصور ہے جس کا کوئی اشارہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اپنی پاک زندگی میں نہیں ملتا۔ یہ عجیب باتیں محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جنہیں اوّل انسانی فطرت دھکے دیتی ہے اور نفس کی شرافت کسی طرح قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور دوسری طرف محمد رسول اللہ پر نگاہ ڈالیں تو ایک بھی

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طاقت محمد رسول اللہ کو عطا ہوئی ہے۔ جب تک وہ امر بالمعروف کریں گے جو محمد رسول اللہ کا امر بالمعروف ہے آپ کو آسمان سے طاقت نصیب رہے گی۔ آپ کی باتوں میں عظمت پیدا ہوگی، وقار پیدا ہوگا، لوگوں کے دل ان کو ماننے کے لئے جھکیں گے۔

سارے گوجرانوالے کے مولوی اور ارد گرد کے اکٹھے ہو جائیں، گوجرانوالے کی ایک گلی کو بھی مسلمان بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ یہ خدا کا کام ہے جو امام اس نے بھیجا اس کے تو منکر ہو بیٹھے اب تمہاری باتوں میں طاقت نہیں ہے

واقعہ ایسا آپ کی زندگی میں دکھائی نہیں دیتا کہ اپنے اس ارشاد کا یہ مطلب سمجھتے تھے جو ملاں آج دوسری دنیا کو سمجھا رہا ہے۔ وہ واقعہ ہو گیا اور پھر دو تین دن کے بعد خبر شائع ہوئی کہ اس کی بیوی نے بیان دیا ہے کہ بالکل جھوٹ ہے، ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ صرف بات یہ ہوئی تھی کہ وہ بے چارہ چائے بنا رہا تھا، پاس قرآن کریم رکھا تھا، پانی ابلا اور قرآن پر ابلتا ہوا پانی پڑ گیا۔ وہ سمجھا کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ہائے مجھ سے قرآن جل گیا اور وہ بات بیوی نے شاید کسی ہمسائی کو بیان کر دی ہوگی یا آگے چل پڑی تو بات کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ پولیس آئی اس کو زبردستی پکڑ کے لے گئی اور پھر اسے اس MOB کے حوالے کر دیا گیا جنہوں نے اس کی LYNCHING کی ہے۔ اب یہ باتیں اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کی جائیں تو یہ اور بھی زیادہ بھیانک ہو جاتی ہیں۔ یہ کیسی بدبختی ہے کہ ایسی بہیمانہ حرکتوں کا منبع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بیان کیا جائے۔ اس طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ صحابہ کا تو یہ حال تھا کہ ایسی حالت میں بھی جب یقین سمجھتے تھے کہ فلاں شخص کی یہ غلطی ہے اور ہمیں حق ہے، قرآن کی طرف سے حق ہے کہ ہم اسے قتل کر دیں، محمد رسول اللہ سے پوچھے بغیر فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ کامل قانون کی حکمرانی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کبھی اشارۃً بھی نہی عن المنکر کے بہانے عملاً ظاہر نہیں فرمائے کہ زبردستی لوگوں کو ہٹاتے پھریں۔ اب قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہوا ہے، آپ کی ذات تو مجسم قرآن بن گئی۔ ایک موقع پر صبح نماز کے وقت تھوڑے آدمی دیکھے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ لوگ نمازوں کی طرف تو نہیں آتے اور بکری کے دو پائے اگر پکا کر ان کی طرف بلایا جائے تو دوڑے چلے آتے ہیں کہ اگر یہ جائز ہوتا تو میں ان گھروں کو جلوا دیتا۔ اب یہ جو ہے یہ، نعوذ باللہ من ذالک، کسی مغلوب الغضب انسان کا کلام نہیں ہے۔ آپ جانتے تھے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سبق سیکھنے کے باوجود نمازوں کی اہمیت کو سمجھنے کے باوجود نمازوں سے غافل ہیں ان کا صلہ جہنم ہے۔ تو اس بڑی آگ سے بچانے کے لئے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ یہ کروں تو باقی لوگوں کو نصیحت ہو جائے۔ مگر کیوں رکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اجازت نہیں دی تھی۔ فرماتا ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ تجھے ہم نے مذکر بنا کے بھیجا ہے۔ "مصیطر" بنا کے نہیں بھیجا اور یہ کیسے جاہل لوگ ہیں کہ قرآن کریم کی اس روشن وضاحت کے باوجود کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا دائرہ ہے پھر بھی زبردستی اس کی طرف ایسی خوفناک اور ملحدانہ باتیں منسوب کرتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ اور مذکر کی تشریح قرآن نے بار بار فرما دی ہے کہ نہی عن المنکر کرو امر بالمعروف کرو لیکن تذکیر کے دائرے میں رہ کر، نصیحت کے دائرے میں رہ کر۔ اپنے ہاتھ میں قوت لے کر یا قوت کا سہارا لے کر خواہ تمہارے ہاتھ کی ہو یا اور جگہ سے حاصل کرو تمہیں اخلاقی تبدیلیاں پیدا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مصیطر نہیں ہے۔ اے محمدؐ! تو مصیطر نہیں ہے، داروغہ نہیں ہے جس نے زبردستی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ اگر سنیں گے تو ان کا فائدہ ہے، نہیں سنیں گے تو پھر اللہ کے سپرد ہے۔ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ۔ جو تولی کرے گا اور انکار کرے گا، اللہ کا کام ہے اسے عذاب اکبر میں مبتلا کرے، تمہارا کام نہیں ہے۔ اب یہ واقعہ جو وہاں رونما ہوا ہے اس وقت اخباروں میں اچھلا اور ایک اخبار بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس کی مذمت کی ہو اور کہا ہو کہ محمد رسول اللہ پر یہ ناپاک داغ لگایا جا رہا ہے ہم اسے برداشت نہیں کریں گے، یہ جھوٹی نصیحتیں ہیں، کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔ اور اب جب کہ حق

ظاہر ہو گیا تب بھی سب دنیا خاموش ہے۔ کہاں ہے حکومت پاکستان کا انصاف۔ ان سب علماء کو جنہوں نے مسجدوں کے لاؤڈ سپیکروں سے وہ جاہلانہ اور غضب ناک اعلان کئے تھے جس کے نتیجے میں ایک معصوم کی جان اس طرح لی گئی اور بڑے دردناک طریقے پر لی گئی، اگر پاکستان کی حکومت میں ذرہ بھی انصاف ہو تو اب ان کو پکڑے۔ اول تو پہلے ہی پکڑنے کی ضرورت تھی۔ اگر قانون کے محافظ اپنے قانون کے ساتھ لوگوں کو کھیلنے دیتے ہیں تو قانون کا وقار پھر باقی نہیں رہا کرتا۔ ایسے ملک میں پھر آئندہ امن کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ وہ بھی وقت تھا کہ حکومت پاکستان دخل دیتی اور کہتی کہ تمہارا کام نہیں ہے کہ قرآن کو جلایا یا نہ جلایا یہ حکومت کا کام ہے یہ فیصلہ کریں گے۔ عدالتوں کا کام ہے۔ حکومت کا کام ہے ان فیصلوں کو نافذ کرے۔ جس نے اپنے ہاتھ میں قانون لیا ہے وہ مجرم ہے اس سے وہی سلوک کیا جائے گا جو اس نے کسی دوسرے سے کیا ہے۔ اس وقت وہ وقت تھا لیکن اگر وہ وقت ہاتھ سے گذر گیا تو اب کیوں زبانیں گنگ ہو گئی ہیں۔ اب اس معصوم کا خون پکار رہا ہے اور کوئی آواز نہیں ہے جو اس کے حق میں اٹھ رہی ہو۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو امر بالمعروف کی حد میں رہنا ہے اور اس سلیقے کے ساتھ رہنا ہے جس سلیقے کے ساتھ قرآن اور محمد رسول اللہ نے ہمیں سکھایا ہے اور اس میں ایک یہ بھی جو اس وقت آپ کے سامنے میں نمونہ دکھا رہا ہوں کہ ہم ہر بدی کے خلاف ضرور آواز اٹھاتے رہیں گے اور ساری جماعت کا کام ہے ہر جگہ یہ آواز اٹھائے اور اب جبکہ واقعہ ظاہر ہو چکا ہے تمام دنیا کی ضمیر کو جھنجھوڑے اور کہے کہ دیکھو اس طرح ظلم ہوا کرتے ہیں اگر جاہل ملاؤں کے ہاتھ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی تفسیر پکڑا دی جائے ان کو اپنی گفتگو کا سلیقہ نہیں، انہیں رہنے کے انداز نہیں آتے، ان کی باتوں سے غضب جھلکتا ہے، بات بات پر منہ سے جھاگیں نکلتی ہیں، انہوں نے محمد رسول اللہ کی سنت سکھانی ہے تمہیں؟ آپ نہیں سیکھ سکے اور جہالت دیکھیں عوام کی پیچھے چلتی نسلاً بعد نسل بولتا بولتا اپنے گلے بٹھا دے اور جائیں دے بیٹھے کہ آؤ نیکی کی طرف آؤ تو نیکی کی طرف کوئی نہیں آئے گا۔ گوجرانوالے سے رشوت دور کر کے دکھا دے، گوجرانوالے میں جو حق تلفی ہو رہی ہے وہ دور کر کے دکھا دے، گوجرانوالہ کی عدالتوں میں سچے گواہ پیش کر دیں۔ کوشش تو کریں، سارے گوجرانوالے کے مولوی اور ارد گرد کے اکٹھے ہو جائیں، گوجرانوالے کی ایک گلی کو بھی مسلمان بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ یہ خدا کا کام ہے جو امام اس نے بھیجا اس کے تو منکر ہو بیٹھے ہو اب تمہاری باتوں میں طاقت نہیں ہے۔

طاقت وہاں ہے جہاں سے آج میں بول رہا ہوں۔ محمد مصطفیٰؐ کے غلاموں میں طاقت ہے مسیح موعود کے منصب خلافت میں طاقت ہے۔

طاقت وہاں ہے جہاں سے آج میں بول رہا ہوں محمد مصطفیٰؐ کے غلاموں میں طاقت ہے۔ مسیح موعود کے منصب خلافت میں طاقت ہے۔ آج میں ایک آواز بلند کرتا ہوں زمین کے کناروں تک لبیک لبیک کی آوازیں آتی ہیں۔ ایک بدی دور کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، بے اختیار دل اچھلتے ہیں، کہتے ہیں ہاں ہم حاضر ہیں، ہم ان سب بدیوں کو کاٹ پھینکیں گے۔ ایک نیکی کی طرف بلاتا ہوں، اس سے بڑھ کر نیکیوں کے وعدے آتے ہیں اور پھر لوگ ان پر عمل کر کے دکھاتے ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو زمانے کا امام بنایا گیا ہے

اور وہی امامت طاقتور ہے جو آپ کی غلامی کی امامت ہے اس سے ہٹ کر کوئی امامت، امامت نہیں ہے۔ تم ظلموں کی طرف بلالو، دیکھو کس طرح لوگ تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ تم سنگسار کرنے کے لئے لوگوں کو آواز دو۔ جھولیوں میں پتھر ڈال کر دوڑیں گے اور معصوم ہوں یا گنہگار ہوں ہر ایک پر وہ پتھر پڑیں گے اور اکثر معصوموں پر پڑیں گے۔ لیکن ظلم سے روکنے کی کوشش کر کے دیکھو کبھی ظلم سے روک نہیں سکتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طاقت محمد رسول اللہ کو عطا ہوئی ہے۔ تمہیں نہیں ہوئی اور یہی میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں جب تک وہ امر بالمعروف کریں گے جو محمد رسول اللہ کا امر بالمعروف ہے آپ کو آسمان سے طاقت نصیب ہوگی آپ کی باتوں میں عظمت پیدا ہوگی، وقار پیدا ہوگا، لوگوں کے دل ان کو ماننے کے لئے جھکیں گے اور اگر وہی نہی عن المنکر آپ نے کرنی ہے اور وہی کرنا ہوگی اور اس انداز سے کرنی ہے جس انداز سے محمد رسول اللہ نے کی اور وہی کرنی ہوگی تو پھر دیکھیں کس طرح آپ کے روکنے سے لوگ رکتے ہیں۔ اور یہی اس وقت جماعت میں ہو رہا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نصیحتوں کی گہرائی میں اتریں اور قرآن کے حوالوں سے ان نصیحتوں کو سمجھیں اور ان کے مطابق عمل کریں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو طاقت نصیب ہوگی کسی دنیا کے ہتھیار کی ضرورت نہیں کسی حکومت کی تائید کی ضرورت نہیں ہے۔

پس اہل پاکستان میری آواز کو سن رہے ہوں گے وہ اپنے طور پر اپنی حکومت کو پہنچائیں اور ان سب بدکرداروں کو جنہوں نے یہ ظلم کیا ہے اور ظلم کمایا ہے، ان کو عبرتناک سزائیں ملنی چاہئیں تاکہ آئندہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی جرأت نہ پڑے۔ کجا یہ کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ یہ اختیار ہی ان کو نہیں ہے۔ اور امر بالمعروف کے متعلق مسلسل آواز بلند ہونی چاہئے کہ یہ مطلب نہیں ہے جو ملاں تمہیں سمجھا رہا ہے یہ جھوٹ بولتا ہے۔ امر بالمعروف کا وہ مطلب ہے جو محمد رسول اللہ نے قرآن سے خود سمجھا اور زندگی بھر اس پر عمل کر کے دکھایا۔

ایک دفعہ ایک عرب متشدد دوست تھے مراکو کے۔ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے تو مجھے

ہماری مجلس شوریٰ وہی ہوگی جہاں چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا، بڑوں کی عزت کی جائے گی اور نیک باتوں کی نصیحت کی جائے گی، بری باتوں سے روکا جائے گا

کہنے لگے کہ دیکھیں ہم لوگ جو ہیں ایک غیر اسلامی حکومت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی مراکش کی حکومت ہے۔ میں نے کہا کس طرح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تو عورتوں کے چہرے سے پردے اترے ہوئے بھی ہوں تو کوئی کارروائی نہیں کرتے یعنی زبردستی چہروں پہ دوبارہ پردے نہیں ڈالتے۔ اب ہمارا اتنا رعب ہے کہ کوئی عورت اگر اس طرح نکلے تو چاہے اپنے خاوند کے ساتھ ہی ہو ہم زبردستی اس کو گھسیٹ کے بازاروں میں لے جاتے ہیں اور اس کو سزا دیتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں کہ اگر وہ پردہ نہیں کرے گی تو ہم اس کے ساتھ یہ کریں گے۔ جب وہ بات کر بیٹھا تو میں نے کہا اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تم چودہ سو سال پہلے بھی کوئی نشان پاتے ہو۔ اس کا کوئی ذکر محمد رسول اللہ کے حوالے سے بھی ملتا ہے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایسا کر کے دکھایا ہو۔ کبھی ایک عورت پر کسی مسلمان کو اجازت ملی ہو کہ اس کی بے پردگی یا اس کی کسی اور کمزوری کے نتیجے میں اس کو ہاتھ اٹھانے کی یا بے عزتی کرنے کی خدا تعالیٰ کی طرف سے رخصت ملی ہو۔ کوئی اشارہ ملتا ہے؟ سوچتا رہا، سوچتا رہا، کہا نہیں میرے علم میں کوئی نہیں۔ تو میں نے کہا اگر نور کے زمانے میں اس کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر یہ اندھیروں کی پیداوار ہے۔ اس کا محمد رسول اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھ رہے ہو یہ بے غیرتی اور بے حیائی ہے، اس سے بڑھ کر بے حیائی ہے۔ ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ چل رہی ہے اس کا ایک احترام ہے، اس کی ایک عزت ہے تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ اس عورت کے اوپر زبردستی کرو۔ اس نے جو بے پردگی کی ہے اتنا معمولی جرم ہے اس جرم کے مقابل پر کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو اس کی تو کوئی بھی حیثیت نہیں۔ وہ جرم بھی تب بنتا ہے اگر تمہاری آنکھیں بے حیا ہوں۔ اگر دیکھنے والوں کی آنکھیں حیادار ہوں تو وہ جرم بھی کوئی جرم نہیں رہتا۔ وہ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور تم اپنے ہاتھوں میں لئے بیٹھے ہو۔ یعنی اسلام کا نفاذ خدا نے تمہارے سپرد کر دیا اور جیسی مکروہ عقلوں کے ساتھ تم نفاذ کرنا چاہتے ہو ویسا کرو گے۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ ان لوگوں میں پاکستان کے ملانوں کی نسبت بہت زیادہ انصاف پایا جاتا ہے باوجود اس کے کہ شروع میں بڑا متشدد اور بڑا زور کے ساتھ اپنے موقف پیش کر رہا تھا، تھوڑی دیر کے اندر اندر بیٹھ گیا، اپنے ساتھیوں کو بھی اس نے کہنا شروع کر دیا یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

پس امر بالمعروف میں طاقت ہے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اسلوب پر، آپ سے اس کے آداب سیکھ کر، آپ امر بالمعروف کریں اور آج قوم کو اس کی ضرورت ہے احمدیوں میں بھی امر بالمعروف کریں اور اس ضمن میں اس حدیث کا پہلا ٹکڑا اس غلط تصور کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتا۔ فرمایا ہے: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔

میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ اس حدیث میں آپ وہ دفاعی دالوز موجود ہیں نصیحت فرما رہے ہیں اپنے چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو پھر تمہیں حق ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ مگر امر بالمعروف کا مطلب بڑوں کی بے عزتی کرنا اور چھوٹوں پر ظلم کرنا ہوتا تو حضور اس نصیحت کے ساتھ اس

جب خدا کے نزدیک کسی قوم کا یہ حق ہو جائے کہ اس کی عزت کی جائے تو اس کی عزتیں بڑھتی ہیں۔ پھر کوئی دنیا کی طاقت اس کی عزتوں کو کم نہیں کر سکتی۔

نصیحت کو ملا کر نہ آگے چلتے۔ پس پہلے ہی ایک ایسی پیاری تمہید باندھ دی جس سے اگلی بات کی غلط فہمی کا سوال ہی باقی نہیں رہا۔ پس جماعت احمدیہ کو امر بالمعروف اس طرح کرنا ہے کہ بڑے ہوں تو ادب کے ساتھ بات کریں۔ چھوٹے ہوں تو ان کی غلطیوں پر رحم کریں۔ اگر کسی بچے نے بال ایسے بڑھائے ہیں جاہلانہ طور پر جیسا کہ یورپ میں آج کل رواج ہے اور پاکستان میں بڑے زور سے فیشن بنا ہوا ہے کہ عورتوں کی طرح گتیں بنالی ہیں تو اگر آپ کو غصہ آتا ہے تو آپ امر بالمعروف کے اہل ہی نہیں ہیں، چھٹی کر جائیں، ایک طرف ہٹ جائیں۔ اگر آپ کو رحم آتا ہے تو پیار سے سمجھائیں۔ اگر گلے میں زیور لٹکائے ہوئے ہیں اور وہ سمجھ رہا ہے کہ اس سے میری شان ہے تو اگر محبت اور پیار سے نصیحت نہیں کر سکتے تو ایک طرف ہٹ جائیں کیونکہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا ایک طرف نہ ہٹے، اور سختی سے ظلم سے اس سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا میرے سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا تم ہم میں سے ہی نہیں رہو گے تو ہماری طرف کیا بلاتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو قیامت تک اس سنت محمد مصطفیٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ کے لئے ہر خوبی کی زندگی کی ضمانت ہے اور ہر بدی کی موت کی خبر دیتی ہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو قیامت تک اس سنت محمد مصطفیٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ کیلئے ہر خوبی کی زندگی کی ضمانت ہے اور ہر بدی کی موت کی خبر دیتی ہے

پانچ احمدی صحافیوں کے خلاف تمام مقدمات واپس لئے جائیں

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم کے سلسلہ میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تازہ رپورٹ

ترجمہ:۔ رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری لندن۔

ذیل میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مرکزی دفتر واقع لندن انگلستان سے جاری شدہ اس رپورٹ کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو ایمنسٹی انٹرنیشنل نے جماعت احمدیہ پر حالیہ مظالم کے سلسلہ میں ماہ اپریل ۹۴ کے آخر میں شائع کی ہے

پانچ احمدی صحافیوں پر توہین رسالت کا الزام

سال ۱۹۹۴ کے اوائل میں یعنی جنوری اور فروری کے مہینوں میں جماعت احمدیہ کے پانچ صحافیوں پر توہین رسالت کا الزام عائد کیا گیا اور ۷ فروری کو پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ۷ مارچ ۹۴ تک صوبہ پنجاب کے قصبہ چنیوٹ میں زیر حراست رکھا۔ ۷ مارچ کو انہیں ضمانت پر رہا تو کر دیا گیا مگر ان کے خلاف الزامات بدستور قائم ہیں۔ اگر ان کے خلاف عائد شدہ الزامات ثابت ہو گئے تو پانچوں کو سزائے موت کا سامنا کرنا ہوگا۔ کیونکہ توہین رسالت کی سزا اب صرف اور صرف سزائے موت ہے

ایمنسٹی انٹرنیشنل وثوق سے کہتی ہے کہ یہ سب افراد "ضمیر کے قیدی" ہیں اس لئے وہ حکومت پاکستان سے اپیل کرتی ہے کہ پانچوں افراد کے خلاف الزامات فوری طور پر ختم کر دیئے جائیں کیونکہ لگتا ہے یہ الزامات مذہبی عقائد کے پرامن اظہار اور آزادی رائے کے حق کو استعمال کرنے کی وجہ سے لگائے گئے ہیں۔

حالیہ مقدمہ کی تفصیلات

کئی سالوں سے جماعت احمدیہ کی پبلیکیشنز پر تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵ تا ۲۹۸ کے تحت کئی ایک مقدمات قائم کئے گئے جو تمام کے تمام "مذہبی جرائم" قرار دیئے گئے۔ اس وقت تک روزنامہ الفضل کے خلاف ۴۲ مقدمات، ماہنامہ انصاراللہ کے خلاف ۱۹ مقدمات عورتوں کے رسالہ ماہنامہ مصباح کے خلاف ۸ مقدمات نوجوانوں کے ماہنامہ خالد کے خلاف ۱۱ بچوں کے رسالہ تشحیذ الاذہان کے خلاف ۵ اور پندرہ روزہ رسالہ "تحریک جدید" کے خلاف ۵ مقدمات درج کئے گئے ہیں

حالیہ مقدمہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۴ء کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/ج کے تحت ڈپٹی کمشنر جھنگ پنجاب کی طرف سے پانچ صحافیوں یعنی ۷۷ سالہ نور محمد سیفی ایڈیٹر روزنامہ الفضل، آغا سیف اللہ پبلشر الفضل اور قاضی منیر احمد پرنٹر الفضل مزید برآں ماہنامہ انصاراللہ کی انتظامیہ مرزا محمد دین ناز اور محمد ابراہیم کے خلاف درج کیا گیا۔

دفعہ 298/ج تعزیرات پاکستان کے مطابق اگر ایک "احمدی" بالواسطہ یا بلاواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے یا اپنے مذہب کو اسلام بتلاتا یا ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ یا پرچار کرتا ہے یا دوسروں کو اپنے عقیدہ کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے چاہے یہ دعوت زبانی ہو یا تحریری الفاظ کی صورت میں ہو یا خاکہ، شبیہ یا تصویری زبان میں ہو غرضیکہ کسی بھی طریق سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے والی ہو۔ ایسے شخص کو تین سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے مزید برآں وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستحق ہوگا۔"

ان پانچوں صحافیوں کے خلاف الزامات عمومی نوعیت کے تھے جو روزنامہ الفضل کے جولائی ۱۹۹۳ء کے کئی ایک شماروں اور ماہنامہ انصاراللہ کے جون ۱۹۹۳ کے شمارہ سے متعلق تھے

ابتدائی معلوماتی رپورٹ درج کراتے ہوئے ڈپٹی کمشنر جھنگ نے سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ کو لکھا۔

" بابت:۔ الفضل کے خلاف قانونی چارہ جوئی۔

میمورنڈم: روزنامہ الفضل مورخہ ۲ نومبر ۹۳، ۲۰ ستمبر ۹۳، ۲۰ اکتوبر ۹۳ اور ۹ اکتوبر ۹۳ کے شمارے منسلک کئے جا رہے ہیں جن میں قادیانیوں (احمدیوں) نے اپنے دین کا پرچار کیا ہے۔ انہوں نے خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی جھنگ کی رائے میں، ایڈیٹر اور پبلشر صاحبان بادی النظر میں زیر دفعہ 298/ج تعزیرات پاکستان مجرم ہیں۔ اس لئے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ ایڈیٹر/ پبلشر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے"

اسی طرح ماہنامہ انصاراللہ کے خلاف یہ الزام درج ہے

" ڈسٹرکٹ اٹارنی سے رائے طلب کی گئی تھی جنہوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ایڈیٹر/ پبلشر نے مذکورہ ماہنامہ میں احمدیت کے مذہب کی تبلیغ کی ہے اور اس طرح تعزیرات پاکستان کی دفعات 298 ب اور 298/ج کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔"

مورخہ ۲۱ جنوری کو مزید دو مقدمات زیر دفعہ 298/ج اور 15 فروری 94 کو بھی چار مقدمات زیر دفعہ 298/ج الفضل کے ایڈیٹر پبلشر اور پرنٹر کے خلاف درج کئے گئے ان تمام مقدمات میں ڈپٹی کمشنر جھنگ صوبہ پنجاب شکایت کنندہ تھا

۶ فروری ۹۴ کو سیشن کورٹ چنیوٹ کے جج نے نہ صرف ان پانچوں افراد کی ضمانتیں مسترد کر دیں بلکہ زیر دفعہ 298/ج لائے گئے مقدمہ میں توہین رسالت یعنی دفعہ 295/ج کا اضافہ کر دیا ہے جس کی سزا موت مقرر ہے۔

پانچوں افراد کو عدالت میں ہی گرفتار کر لیا گیا اور چنیوٹ جوڈیشل حوالات میں بند کر دیا گیا آخر کار 7 مارچ 1994 کو پانچوں افراد ضمانت پر رہا ہوئے۔ ان کے خلاف مقدمات کی سماعت اب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ پنجاب کی عدالت میں ہوگی۔ غالباً ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ مقدمات کی سماعت فرما دیں گے۔ ہنوز تاریخ سماعت کا تقرر نہیں کیا گیا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علم کے مطابق اس طرح کے دیگر مقدمات میں پولیس کی ابتدائی تحقیقات عدالت میں پولیس رپورٹ کی پیشی اور مقدمہ کی سماعت وغیرہ میں کئی سال لگ جاتے ہیں اس طرح اس تمام عرصے میں پانچوں صحافیوں کو اس احساس کے ساتھ زندہ رہنا ہوگا کہ ان کو کسی وقت بھی موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔

احمدیت کا پس منظر

احمدی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں جو انیسویں صدی میں معرض وجود میں آیا یہ مسلمان کہلاتے ہیں مگر دیگر مسلمان انہیں ایسا نہیں سمجھتے ایک اندازہ کے مطابق دنیا بھر کے دس ملین احمدیہ مسلمانوں میں سے تین چار ملین کے لگ بھگ پاکستان میں رہتے ہیں۔ ان کا مرکز ربوہ میں ہے جو صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔

پاکستان کے لیگل سسٹم میں گزشتہ چند سالوں میں جو تبدیلیاں لائی گئی ہیں ان کی رُو سے احمدیوں کا اپنے مذہب پر ایمان وعمل اور اس کی تبلیغ ایک فوجداری جرم ہے۔

۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق نے آرڈیننس نمبر ۲۰ جاری کیا جس کے مطابق تعزیرات پاکستان میں دو دفعات 298/B اور 298/C کا اضافہ کیا گیا۔ ان دفعات کی رُو سے احمدیوں کا خود کو مسلمان کہنا، اسلامی اصطلاحات اور حضرت محمدؐ کی طرف منسوب القابات استعمال کرنا، اسلامی عبادات کا بجا لانا یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنا [illegible] دست اندازی پولیس جرم قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ مغربی پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۶۳ء میں ترمیم کرکے ایک نئی شق ۲۴(۱) کا اضافہ کیا گیا جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو ایسے شائع شدہ مواد کو ضبط کرنے کا اختیار مل گیا جس سے آرڈیننس نمبر ۲۰ کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ اور جو پریس ایسا مواد شائع کرے اسکی پیشگی ضمانت کی منسوخی کا اختیار بھی مل گیا۔

۱۹۸۶ء میں تعزیرات پاکستان میں پھر ترمیم کی گئی اور فوجداری قوانین ہیں۔ ترمیم ایکٹ ۱۹۸۶ء پاس کیا گیا اور دفعہ 295/C کا اضافہ کیا گیا جو توہین رسالت کے جرم پر عمر قید یا سزائے موت کی سزا مقرر کرتا ہے۔

دفعہ 295/C یوں ہے:

" 295/C ۔ رسول کریم کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال کرنے پر جو شخص الفاظ کے ذریعہ چاہے وہ زبانی ہوں یا تحریر کئے گئے ہوں یا پھر تصویری زبان میں ہوں۔ بہتان یا تہمت کی صورت میں ہوں یا اشارہ کنایہ میں ہوں بلا واسطہ یا بالواسطہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی اہانت کرے گا اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔ مزید برآں وہ جرمانہ کی سزا کے بھی مستحق ہوں گے۔"

۱۹۸۰ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کا قیام عمل میں آیا جس کے ذمہ مروجہ قوانین کی جانچ پڑتال ہوئی اور یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ آیا کوئی قانون یا قانون کی شق اسلامی اصولوں سے ٹکراتی تو نہیں (آئین دفعہ 203-D)

اس کورٹ نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں یہ فیصلہ دیا کہ توہین رسالت کی سزا سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ اس پر شرعی عدالت نے حکومت پاکستان کو اس فیصلہ کے مطابق قانون تبدیل کرنے کے لئے لکھا اور یہ بھی لکھا" کہ اگر ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک ایسا نہ کیا گیا تو اس تاریخ کے بعد دفعہ 295/C میں دی گئی سزا میں "عمر قید کی سزا" کے الفاظ حذف سمجھے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ 203-D کی رُو سے حکومت فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلوں کی پابند ہے حکومت کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس عرصہ میں جب تک فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے لاگو نہیں ہو جاتے وہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیل بینچ کے روبرو اپیل کر دے مگر حکومت نے توہین رسالت کی سزا صرف موت قرار دینے والے فیصلے کے خلاف اپیل دائر نہیں کی بلکہ جولائی ۱۹۹۱ء میں اعلان کیا کہ حکومت نے دفعہ 295/C میں شریعت کورٹ کے فیصلہ کے مطابق ترمیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ پارلیمنٹ کے سامنے ایک بل ۱۹۹۲ء میں رکھا گیا سینیٹ نے یہ بل جولائی ۹۲ میں متفقہ طور پر منظور کر لیا پارلیمنٹ میں بھی اس پر سیر حاصل بحث ہوئی مگر پارلیمنٹ نے اسے پاس نہیں کیا بالآخر اسے ایجنڈا سے نکال دیا گیا۔ حزب مخالف نے اس بل کو انتہائی مبہم قرار دیا اور کہا کہ اسے غلط طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

فروری ۹۴ میں کمشن آف پاکستان جس کی صدارت چیف جسٹس آف پاکستان نے کی اور وزیر قانون و انصاف و پارلیمنٹری [illegible] امور نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کے اس ڈرافٹ کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی طرف برائے مزید غور بھجوا دیا بعض اطلاعات کے مطابق لاء کمیشن نے توہین رسالت کے کیسوں میں پولیس اپنی طاقت کے غلط استعمال اسی طرح مختلف سیاسی اور مذہبی تنظیموں کی طرف سے قانون کے غلط استعمال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لاء کمیشن نے توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال پر انٹرنیشنل طور پر منفی ردّعمل کو بھی نوٹ کیا ہے توہین رسالت کے قانون کی موجودہ صورت حال غیر واضح ہے یہی وجہ ہے کہ حکومت پاکستان نے اس غیر واضح صورت حال کا سہارا لے کر حکومت کے نقادوں اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے۔

فیڈرل شریعت کورٹ کے ۱۹۹۰ کے فیصلہ کے مطابق اگرچہ دفعہ 295/C کے تحت متبادل سزا یعنی "عمر قید" ختم ہو گئی تھی اور توہین رسالت کے جرم کی سزا موت ہی رہ گئی تھی

تاہم ابھی تک چونکہ پارلیمنٹ نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے مطابق بل کی منظوری نہیں دی سزا کی شق "یا عمر قید" کے الفاظ ابھی تک دفعہ 295/C کا حصہ متصور ہوتے ہیں اگرچہ یہ متبادل سزا قابل عمل نہیں رہی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کو حکومت پاکستان سے متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں ایمنسٹی کی تشویش کہ توہین رسالت کی سزا صرف اور صرف موت ہے کا ازالہ کرنے کے لئے اسی بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ قانون کی کتب میں توہین رسالت کی متبادل سزا "عمر قید" موجود ہے مگر سب کو معلوم ہے کہ اس سزا پر عملدرآمد نہیں ہوسکتا۔

توہین رسالت یا بعض گروہوں کے مذہبی احساسات کے مجروح کرنے کی مقرر کردہ سزا میں تبدیلی کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے۔ جس کے خلاف اس دفعہ کے تحت مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔ تاہم خاص طور پر جماعت احمدیہ کے افراد کئی سالوں سے اس قانون کی وجہ سے یا قانون کے آسانی سے غلط استعمال کی وجہ سے مصیبتیں سہہ رہے ہیں۔ دفعہ 295/C کے تحت کئی ایک احمدیوں پر مقدمات قائم کئے گئے ہیں لیکن ایمنسٹی انٹرنیشنل کی اطلاع کے مطابق کسی احمدی کو اس کے تحت ابھی تک سزا نہیں دی گئی۔

احمدیوں کی ایک کثیر تعداد جن پر دفعہ 295 بشمول دفعہ 295/C اور دفعہ 298 کے تحت مقدمات درج کئے گئے ضمانت پر رہا ہو گئے۔ ان لوگوں کو بعض دفعہ عدالت

میں مقدمہ کی سماعت تک سالوں کا عرصہ لگ جاتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سفارشات

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بارہا حکومت پاکستان سے احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے بارہ میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے ستمبر ۱۹۹۱ء میں ایمنسٹی نے ایک رپورٹ "پاکستان میں احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی" (نمبر اے ایس اے ۹۱/۱۵/۲۳) شائع کی جس میں انہوں نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد پر اپنے مذہبی حقوق کی پُرامن طور پر ادائیگی کے نتیجہ میں مقدمہ بازی کا جاری رہنا اور جیل کی سزائیں دیئے پر تشویش کا اظہار کیا ہے مارچ ۹۴ میں لاہور میں جب احمدیوں پر نامعلوم مسلح افراد کے حملوں کے نتیجہ میں دو احمدی ہلاک اور کم از کم ایک درجن شدید طور پر زخمی ہوئے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے پاکستانی حکام سے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت جماعت احمدیہ کے افراد کی جانوں کی حفاظت میں ناکام رہی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ احمدیوں کو مسلمان سمجھا جاتا ہے یا نہیں بلکہ اسے اس بات کی تشویش ہے کہ پاکستان میں بنی کڑی قانون سازی کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے افراد کو محض اظہار رائے کی آزادی کے حق، مذہبی آزادی کے حق بشمول اپنے مذہبی عقائد کے اظہار کی آزادی کے حق کو استعمال کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا جا سکتا ہے اور پھانسی کی سزا دی جا سکتی ہے

تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵ تا ۲۹۸ میں درج شدہ مذہبی جرائم کی قانون سازی کی وجہ سے اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ احمدیوں کو اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے نیز اظہار رائے کی آزادی کے حق کو استعمال کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا جا سکے۔ ایسے قوانین انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن کے آرٹیکل ۱۸ اور آرٹیکل ۱۹ میں درج شدہ آزادی مذہب اور آزادی رائے کے حقوق کے خلاف ہیں آرٹیکل ۱۸ واضح طور پر انسانی سوچ و فکر، کانشنس اور مذہب کی آزادی کے حق کے اندر عقیدہ یا مذہب کی تبدیلی کے حق کو نیز انفرادی یا اجتماعی طور پر۔ پرائیویٹ یا پبلک میں اپنے عقیدہ یا مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے نیز مذہبی فرائض یا عبادات کی بجا آوری وغیرہ کی آزادی کو شامل کرتا ہے۔

آرٹیکل ۱۹ کی رُو سے آزادی خیال اور آزادی رائے کے حق میں بغیر کسی مداخلت کے کسی خیال کو اپنانے کی آزادی اور کسی بھی ذرائع ابلاغ سے علم حاصل کرنے رائے قائم کرنے یا خیالات پھیلانے کی آزادی شامل ہے۔

انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن کی دفعہ ۲۹ (۲) ان تمام قیود و شرائط کو بیان کرتی ہے جو اس ڈیکلریشن میں دی گئی آزادی کو محدود کرتی ہیں۔ ان حقوق اور آزادیوں کے استعمال میں ہر شخص پر ان کا اطلاق ہوگا جو قانون کی رُو سے دوسروں کی آزادی اور حقوق کی نگہداشت ان کا احترام نیز اخلاق کے منصفانہ حصول کے لئے پبلک آرڈر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نیز ڈیموکریٹک سوسائٹی کی عمومی بہبودی کے لئے ضروری ہیں۔

پاکستان میں مذہبی جرائم کی قانون بندی اقوام متحدہ کے تمام اقسام کی عدم رواداری کے خاتمہ نیز مذہب یا عقیدہ کی بنا پر امتیازی سلوک کے بھی خلاف ہے جیسے جنرل اسمبلی نے ۱۹۸۱ میں پاس کیا۔

اس ریزولیوشن کے دیباچہ میں درج ہے۔

"مذہب یا عقیدہ کی آزادی جیسے معاملات میں نیز اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ مذہب یا عقیدہ کو ان مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جا سکے جو اقوام متحدہ کے چارٹر دیگر دستاویزات اور اس کے حالیہ ڈیکلریشن کے اصول و مقاصد سے ٹکراتے ہوں یہ ضروری ہے کہ معاملہ فہمی، رواداری اور ایک دوسرے کے احترام کو فروغ دیا جائے"

اس ڈیکلریشن کا آرٹیکل نمبر ۶ ایسی آزادیوں کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے جو آزادی فکر آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کے حقوق میں شامل ہیں۔ ان میں تحریر کی آزادی پبلیکیشنز کو جاری کرنے اور ان کی اشاعت کی آزادی بھی شامل ہیں۔ (آرٹیکل ۶ ڈی) آرٹیکل نمبر ۱ شق ۳ بیان کرتی ہے۔

عقیدہ یا مذہب کے اظہار کی آزادی پر صرف وہی حدیں عائد ہو سکتی ہیں جو قانون ایسی کارروائیوں پر لگاتا ہے اور جو پبلک سیفٹی اور نظم و نسق کی خاطر لگائی جانی ضروری ہیں یا جو عوام کی صحت و اخلاق پر برا اثر ڈالتی ہیں یا دوسروں کے انسانی حقوق اور آزادی کو متاثر کرتی ہیں

اگست ۱۹۸۵ میں یونائیٹڈ نیشنز کے اقلیتوں کے تحفظ اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کو روکنے کے لئے بنائے گئے سب کمیشن نے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس میں آرڈیننس نمبر ۲۰ کے پاس کئے جانے پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ اس آرڈیننس کو ختم کیا جائے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل خاص طور پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵/سی کی قانونی ترمیم جو توہین رسالت کے جرم کی سزا صرف اور صرف موت قرار دیتی ہے پر تشویش کا اظہار کرتی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل غیر مشروط طور پر سزائے موت کی مخالف ہے (کیونکہ سزائے موت زندگی کے حق کو چھینتی ہے اور انسانی حقوق کے عالمی منشور میں دیئے گئے آرٹیکل نمبر ۳ اور نمبر ۵ کے مطابق ظالمانہ غیر انسانی اور ذلت آمیز سزاؤں میں سے ہے جن کا تدارک ہونا چاہیئے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نزدیک سزائے موت انتہائی غیر منصفانہ اور سنگدلانہ سزا ہے۔ جن ممالک میں سزائے موت کو ختم نہیں کیا گیا عالمی معیار اس بات کا (باقی صفحہ ۱۵ پر)

ایمنسٹی انٹرنیشنل حکومت پاکستان سے تقاضا کرتی ہے کہ

- پانچوں احمدی صحافیوں کے خلاف تمام الزامات جن کی وجہ سے ان کی گرفتاری مورخہ ۷ فروری ۹۴ کو عمل میں آئی واپس لئے جائیں کیونکہ وہ آزادی رائے کے حق اور آزادی مذہب کے حق کے خلاف ہیں۔
- اس بات کی یقین دہانی ہونی چاہیئے کہ مذہبی عقائد کے پُرامن اظہار کی بنا پر کسی احمدی کے خلاف نہ تو کوئی مقدمہ درج کیا جائیگا اور نہ ہی سزا دی جائیگی۔
- دفعہ ۲۹۵/سی کے تحت سزائے موت کی ممانعت ہونی چاہیے اور ایسے اقدام کرنے چاہئیں جس سے کہ اس جرم کی سزا سزائے موت ختم ہو سکے
- ایسے تمام قوانین جو آزادی مذہب پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً عقائد کے اظہار کی آزادی ان پر عمل یا ان کی ترویج اور آزادی رائے وغیرہ ان سب کو ختم کر دینا چاہیئے۔
- ایسے عالمی معیار اپنانے چاہئیں جو اقوام متحدہ کے "ہر قسم کی عدم رواداری اور مذہب یا عقیدہ کی وجہ سے امتیازی سلوک" کے ڈیکلریشن میں دیئے گئے ہیں

شری لنکا میں نہایت کامیاب

سالانہ جلسہ اور تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

از مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق خاکسار ۱۴ اپریل کو مدراس سے بذریعہ طیارہ شری لنکا روانہ ہوا۔ وہاں خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مکمل ایک ماہ تبلیغی و تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کے بعد ۱۸ مئی کو براستہ مدراس کالیکٹ پہنچا فالحمد للہ علیٰ ذالک

جلسہ سالانہ کا انعقاد

مورخہ ۲۴، ۲۵ اپریل کو جماعت ہائے احمدیہ شری لنکا کا سالانہ جلسہ مسجد احمدیہ نگمبو کے باہر نہایت خوبصورت باغیچہ میں منعقد ہوا۔

پہلا دن لجنہ اماء اللہ کے جلسہ سالانہ کے لئے مخصوص تھا اس میں شرکت کے لئے کولمبو، نگمبو اور پلسالہ سے کثیر تعداد میں مستورات اور ناصرات تشریف لائیں۔ صبح دس بجے خاکسار کی افتتاحی تقریر سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اور شام کو پانچ بجے خاکسار کی اختتامی تقریر سے نہایت کامیابی سے ان کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔* اس میں تمام مستورات نے بھی شرکت کی۔ نماز فجر اور درس القرآن کے بعد سب کے لئے ناشتہ کا عمدہ انتظام تھا۔

ہال لجنہ اماء اللہ کا سنگ بنیاد

پچھلے سال مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے ایک دوست نے ایک ہال تعمیر کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور خاکسار نے پچھلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس کے لئے سنگ بنیاد رکھا تھا جس میں بفضلہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کی لائبریری اور دار المطالعہ احباب جماعت اور عوام الناس کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہو رہا ہے۔

امسال ایک خاتون نے پیشکش کی کہ وہ اپنے خرچ پر لجنہ اماء اللہ کے لئے ایک ہال تعمیر کر کے دیں گی۔ چنانچہ مسجد احمدیہ نگمبو کے ہی باغیچہ میں مناسب موقعہ پر ایک ہال تعمیر کرنے کے لئے ۲۵ اپریل صبح ۹½ بجے یعنی جلسہ سالانہ کے پہلے دن سب سے پہلے خاکسار نے اور پھر اس کے بعد علی الترتیب مکرم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر شری لنکا جماعتوں کے صدر صاحبان ذیلی تنظیموں کے سربراہان اور مذکورہ خاتون کی طرف سے ان کے خاوند نے ایک ایک پتھر نصب کر کے سنگ بنیاد رکھا اس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد خاکسار نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی۔

اس کے ساتھ ہی مکرم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر جماعت ہائے احمدیہ شری لنکا کی زیر صدارت مکرم حافظ محمد نواز صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

۲۲ اپریل بروز جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں شری لنکا کے جلسہ سالانہ کے لئے جو پیغام ارسال فرمایا تھا اس کی ویڈیو ریکارڈنگ احباب کو دکھائی اور سنائی گئی۔

مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم ایم۔ ٹی احمد صاحب، مکرم محمد توفیق صاحب اور مکرم نثار احمد صاحب نے مختلف عنوانوں پر تقریر کی۔ آخر میں خاکسار نے عقائد احمدیت پر تفصیلی روشنی ڈالی اس کے ساتھ پہلی نشست بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد خاکسار نے ایک نکاح کا اعلان کیا اور چار بیعتیں ہوئیں۔

تناول طعام کے بعد خسوف و کسوف کی صد سالہ تقریب کے سلسلہ میں جلسہ کا آغاز خاکسار کی زیر صدارت مکرم محمد اسمٰعیل صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم محمد فارس صاحب کی نظم خوانی کے بعد ہوا۔

مکرم عبد العزیز صاحب صدر جماعت کولمبو اور مکرم ناصر احمد صاحب صدر جماعت نگمبو اور مکرم محمد نظام خان صاحب کی تقریروں کے بعد خاکسار نے خسوف و کسوف کے عنوان پر ایک گھنٹہ تقریر کی

اس کے ساتھ ہی یہ شاندار جلسہ عام نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے احباب و مستورات جزیرہ کے دور دراز علاقوں سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ نیز امسال غیر معمولی طور پر غیر احمدی لوگ جلسہ گاہ کے باہر جمع ہو کر ہماری تقریریں سنتے رہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جلسہ کے دوران مسلمانوں کے عالمی الاسلام سینٹر کی طرف سے بعض جبہ پوش اور باریش لوگوں نے مسلمانوں کے مقامی کونسلر سے ملاقات کر کے اس جلسہ کو فوراً روکنے کی کارروائی کرنے کی درخواست کی۔ لیکن انہوں نے ان جبہ پوشوں کو کھری کھری سنا کر واپس کر دیا۔

جمعیۃ العلماء کے سربراہ سے کامیاب مناظرہ

یکم مئی کو جمعیۃ العلماء شری لنکا کے سربراہ اور مقامی عربک کالج کے پرنسپل مولوی عبد الودود صاحب کے ساتھ صبح ۱۱ بجے سے لے کر ۲ بجے تک پبلک میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نہایت کامیاب مناظرہ کرنے کی توفیق عاجز کو حاصل ہوئی موصوف موٹی موٹی کتابیں بہت ساری تعداد میں اٹھا کر لائے ہوئے تھے شرائط مناظرہ کے مطابق تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ہم دونوں کی چار چار تقریریں ۱۵۔۱۵ منٹ کی ہونگی۔ پہلی تقریر مذکورہ مولوی صاحب کی ہوئی۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے متعلق چند احادیث پیش کر کے ان کی غلط تاویل کی۔ خاکسار نے اس غلط تاویل کا جواب دینے کے بعد مقام ختم نبوت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے موقف کی وضاحت کی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی حقیقت بیان کی۔ اس کے بعد مولوی صاحب کی تین اور خاکسار کی تین تقریریں ہوئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مناظرہ نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ مولوی صاحب ہر موڑ پر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوئے اور حق و صداقت کے بالمقابل ان کی ایک نہ چلی۔ ساری کارروائی جو ۲½ گھنٹے پر مشتمل تھی باقاعدہ ٹیپ ریکارڈ کی گئی مولوی صاحب نے اپنی شکست چھپانے کے لئے میرے نام ایک کھلی چٹھی کے عنوان سے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے ایک نوٹس شائع کر کے بعض حلقوں میں تقسیم کیا۔ اس کا خاکسار نے جواب لکھ کر شائع کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔

بہائیوں سے مناظرہ

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اسی دن اسی مقام پر شام کے ۳ بجے سے ۶ بجے تک بہائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ ہوا۔ شری لنکا بہائی کونسل کے چار ممبران اس وقت موجود تھے ان کے علاوہ ۱۵ احمدی

* دوسرے دن صبح ۹ بجے باقاعدہ خاکسار کی تقریر سے مردوں کا اجلاس شروع ہوا۔

غیر احمدیوں پر مشتمل ۶۰ کے قریب اور بھی لوگ تھے۔

سب سے پہلے ایک بہائی نے بہائیت کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق محمد علی باب بطور مہدی کے اور بہاء اللہ بطور مسیح کے آ گئے۔ اسی طرح محمد علی باب البیان اور بہاء اللہ کی شریعت الاقدس کے بارے میں بھی ذکر کیا

اس کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کی مختلف آیتوں کی روشنی میں قرآن مجید کو تا قیامت ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد باب اور بہاء اللہ کے مہدی اور مسیح موعود ہونے کی تردید کرتے بتایا کہ لا المہدی الا عیسیٰ کے مطابق مہدی اور مسیح کو ایک وجود ہونا چاہیئے۔ نیز مسیح موعود اور امام مہدی کی علامات بیان کرتے ہوئے باب اور بہاء اللہ کے مہدی اور مسیح موعود ہونے کی تردید کی۔ نیز خاکسار نے اقدس اور دیگر بہائی کتابوں کے حوالہ جات سے بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کا ذکر کیا اور کہا کہ انہوں نے واضح رنگ میں اپنے آپ کو خدا کہا تھا۔

میری جوابی تقریر کے ہر موڑ پر یہ چاروں حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر آپس میں اشارے کر رہے تھے۔ اور اس وقت واضح رنگ میں فبھت الذی کفر کا نظارہ سامنے آ رہا تھا۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں ان سے واضح رنگ میں مطالبہ کیا کہ

(۱) ... اگر قرآن کریم اس وقت قابل عمل نہیں ہے اور اس کے مقابل پر الاقدس آئی ہے تو اقدس میں سے کوئی ایسی آیت پیش کی جائے جو قرآنی آیت سے بہتر اور برتر ہو۔

(۲) کتاب اقدس کا اصل متن پیش کیا جائے۔ میری تقریر کے کسی حصہ کا کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ ایک بہائی نے سورۃ نازعات کی تین آیتیں پیش کر کے انہیں باب اور بہاء اللہ پر چسپاں کیا۔

۱۔ یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الراجفۃ (النازعات)

یہاں دونوں راجفہ سے مراد باب اور بہاء اللہ ہے۔

۲۔ و نفخ فی الصور ... ثم نفخ فیہ اخریٰ ... الخ (۶۹:۲۹)

یہاں دونوں صوروں سے مراد بھی باب اور بہاء اللہ ہے

۳۔ و کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ .... کتابا یلقٰہ منشورا۔ (۱۷:۱۴)

یہاں قیامت سے مراد بہاء اللہ اور کتاب منشور سے مراد اقدس ہے۔

خاکسار نے اس کے جواب میں مذکورہ تینوں آیتوں کی تشریح کرتے ہوئے راجفہ، صور، قیامت، کتاب منشور وغیرہ کی تشریح کی۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

میں نے اپنی تقریر میں پھر اس مطالبہ کو دہرایا کہ اقدس اصل صورت میں دکھایا جائے۔ جس طرح ہم قرآن مجید دکھاتے ہیں۔ میری تقریر کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ خاکسار کو اقدس کا انگریزی ترجمہ دیا اس پر خاکسار نے اپنی تقریر میں کہا کہ بہاء اللہ پر اگر کوئی کتاب نازل ہوئی ہو تو وہ انگریزی میں نہیں ہو گی۔ عربی یا فارسی میں ہو گی۔ مجھے صرف ترجمہ کی نہیں اصل اقدس کی ضرورت ہے۔ ترجمہ میں غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ لوگ لاجواب ہو گئے یہ مناظرہ بھی بفضلہ تعالیٰ ۲½ گھنٹہ جاری رہا

مذاہب اور انسانی یکجہتی پر جلسہ عام

۸ مئی بروز اتوار شری رام کرشن مشن کولمبو کے نہایت مشہور اور وسیع و عریض ہال میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مذکورہ عنوان پر ایک عظیم الشان جلسہ عام ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت اور تقریر کرنے کے لئے حکومت سری لنکا کے وزیر بی۔ پی دیوراج اور شری رام کرشن مشن کے سربراہ شری آتما گنا نند سوامی اور ایک بدھ پریسٹ کو بھی دعوت دی گئی تھی جسے انہوں نے قبول کیا۔

اس جلسہ کے بارے میں وسیع پیمانے پر دعوت نامے، اشتہارات کی تقسیم کئے۔ علاوہ مقامی اخبارات اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ اعلان کر کے سارے جزیرہ میں تشہیر کی گئی۔ شام کے پانچ بجے سے پہلے ہی کولمبو کے علاوہ نگمبو اور پیسالہ سے تمام احمدی احباب اور مستورات سپیشل بسوں اور ویگنوں میں تشریف لائے۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی سارا ہال احمدیوں کے علاوہ مختلف مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔

ٹھیک ۵ بجے مکرم محمد ظفر اللہ صاحب کی زیر صدارت مکرم حافظ محمد نواز صاحب کی تلاوت، قرآن مجید مع تامل و انگریزی ترجموں کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا۔

مکرم بشیر الدین صاحب جنرل سیکرٹری کی استقبالیہ تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب نے اس زمانہ میں مختلف اقوام و ملل کے درمیان یکجہتی اور رواداری پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد ایک بدھسٹ پریسٹ REV-MAHATHRA PIY-ADASSI نے شری بدھ کی بعض تعلیمات پیش کرنے کے بعد اس قسم کے جلسوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تعریف کی۔

بعدہ مکرم عبدالعزیز صاحب نے اسلام اور امن عالم کے عنوان پر مختصر خطاب کیا اس کے بعد خاکسار نے پورا ایک گھنٹہ توحید۔ حقوق اللہ، حقوق العباد اور مختلف اخلاقی تعلیمات کے بارے میں قرآن مجید۔ وید اور گیتا میں سے بہت سارے اقتباسات سنائے۔ آخر میں بین الاقوامی اور عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ کی عظیم الشان امن بخش اور قومی یکجہتی کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی

تقریر کرتے ہوئے سوامی آتما گنا نند جی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو مختلف اقوام و ملل کے درمیان صلح کاری اور رواداری کو اس رنگ میں پرخلوص کوشش کر رہی ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں ایسی تقریر جس میں قرآنی آیات اور گیتا کی شلوکوں کا موازنہ کر کے اس کے ذریعہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان پیار و محبت، اور یگانگت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی نہیں سنی۔ اس پر جماعت احمدیہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے اور شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

آخر میں شری دیوراج وزیر مملکت برائے HINDU CULTURE AFFAIRS نے بھی اپنی تقریر میں بتایا کہ سری لنکا میں موجودہ فسادکن حالات میں جگہ جگہ ایسے جلسوں کے انعقاد کی ضرورت ہے۔ مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی کہ ایک مسلمان مولوی ہوتے ہوئے وید گیتا وغیرہ کے شلوک پڑھ کر اتنے اچھے رنگ میں اپنا مافی الضمیر ادا کرتے ہیں ساتھ ہی مجھے اس بات کا افسوس بھی ہے کہ میں قرآن کی ایک آیت بھی پڑھ نہیں پا رہا ہوں۔

مکرم صدر صاحب کی تقریر اور ادائیگی شکریہ کے بعد یہ جلسہ ٹھیک ۸ بجے نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ جلسے کے بعد وزیر مملکت اور سوامی جی بہت دیر تک جماعت احمدیہ کے بارے میں دریافت فرماتے رہے اس وقت وزیر مملکت نے ایک تامل اخبار VEERA KESARI کے نمائندے کو بلا کر کہا کہ مولوی صاحب کی پوری تقریر اخبار میں شائع کی جائے اور اس جلسہ کی رپورٹ بھی مع تصویر شائع کی جائے۔

چنانچہ مورخہ ۱۲/۵ کے اخبار میں خاکسار کی تقریر تصویر کے ساتھ نصف صفحہ میں شائع کی دوسرے صفحہ میں پوری رپورٹ سٹیج کی تصویر کے ساتھ شائع کی

جماعت سری لنکا کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ اتنی وضاحت سے ہماری تقریر اور جلسہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

جلسہ کے بعد چار پانچ ہندو تنظیموں کے سربراہوں نے خاکسار سے ملاقات کر کے اس تقریب پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو بہت مبارک باد دی اور یہ دعوت دی کہ ان کی تنظیم کی طرف سے جب بھی کوئی جلسہ ہوگا تو سرفہرست جماعت احمدیہ کو مدعو کیا جائے گا۔ تمام احمدی احباب و مستورات بھی بہت خوش ہیں کہ ان کی زندگی میں بلکہ سری لنکا جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اتنا عظیم الشان اور کامیاب پبلک جلسہ کبھی نہیں ہوا تھا۔

وزیر سے تفصیلی ملاقات

جلسہ کے دو روز کے بعد مذکورہ وزیر صاحب نے مکرم نیشنل صدر صاحب کو فون پر اطلاع دی کہ وہ مجھے اپنے دفتر میں ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار مع مکرم محمد ظفر اللہ صاحب اور مکرم بشیر الدین صاحب جنرل سیکرٹری مورخہ ۱۷/مئی شام کے ۴ بجے اُن کے دفتر میں جاکر ملاقات کی۔ نہایت تپاک سے ملے۔ خوش آمدید کہنے کے بعد ایک گھنٹہ تک نہایت پیار و محبت کے ماحول میں تبادلہ خیالات ہوا۔ خاص کر انہیں اس بات کی دلچسپی تھی کہ جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں کے درمیان کیا فرق ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر سرگرمیاں کیا ہیں آخر میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو بہت مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ جماعت کی طرف سے جب بھی اس قسم کا پبلک جلسہ ہو وہ آنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے چائے اور لوازمات سے ہماری تواضع کی

پتلم میں تبلیغی تقریر

کولمبو سے ۱۳۲ کیلومیٹر دور پتلم میں PUTHALAM جہاں کی اکثریت آبادی مسلمانوں کی ہے اور جہاں احمدیت کی شدید مخالفت پائی جاتی ہے۔ وہاں ایک مخلص نوجوان نے خاکسار کے ذریعہ بیعت کی۔ انہوں نے خواہش کی کہ ان کے ۲۵/۳۰ تعلیمیافتہ نوجوان دوست و احباب عقائد احمدیت سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے مورخہ ۱۴/۵ کو پتلم میں خاکسار کی ایک تقریر کا انتظام کیا ہے اور تقریر کے بعد سوال و جوابات ہوں گے۔ چونکہ اس مقام میں احمدیت کی مخالفت کا مرکز ہونے کی وجہ سے مخالفت کا اندیشہ تھا۔ لہذا نگمبو سے ۴۵ خدام اپنے ویگن تیار کر کے ہمراہ ہو لئے دو گھنٹے کے بعد پتلم میں پہنچے۔ وہاں واقعی ۳۰ سے زائد تعلیمیافتہ نوجوانوں کا ایک گروپ موجود تھا خاکسار نے اُن کے سامنے دو گھنٹے عقائد احمدیت کے بارے میں وضاحت کی۔ اس کے بعد انہوں نے مختلف سوالات کئے جن کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ اس طرح تقریباً ۲½ گھنٹے اُن میں گذارنے کے بعد ہم سب خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے خوشی خوشی وہاں سے روانہ ہوئے اور دس بجے رات نگمبو میں پہنچے ان نوجوانوں سے باقاعدہ ربط رکھنے کا انتظام کیا گیا۔

تربیتی اجلاسات اور درس و تدریس

خاکسار قیام کے دوران ہفتہ میں تین دن کولمبو میں اور چار دن نگمبو میں روزانہ بعد نماز فجر اور مغرب قرآن مجید اور احادیث کا درس دیتا رہا۔ کثیر تعداد میں احمدی احباب اور زیر تبلیغ دوست درسوں میں حاضر ہوتے رہے اس کے علاوہ کولمبو، نگمبو اور پلسیانہ میں دو دو تربیتی اجلاسات ہوئے جس میں احباب کے علاوہ مستورات بھی کثیر تعداد میں شرکت کرتی رہیں۔

ایک تربیتی اجلاس کے موقعہ پر دو نوجوانوں کو بیعت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مکمل ماہ نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغی اور تربیتی کاموں کو سرانجام دے کر مورخہ ۱۶/۵ کو کولمبو سے روانہ ہو کر براستہ مدراس کیرلہ میں خیر و عافیت کے ساتھ پہنچا فالحمد للہ علی ذٰلک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور دوررس نتائج پیدا فرمائے آمین۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

تقاضا کرتا ہے کہ ان سزاؤں کو دینے میں ضابطے کی کڑی سے کڑی نگرانی ہونی چاہیئے۔ اور طریق کار میں بھی پختہ حفاظتی بند ہونے چاہئیں ایسی کم سے کم حفاظتی تدابیر اور قیود کئی ایک دستاویزات میں درج ہیں جن میں سے ایک دستاویز اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سوشل کونسل کا کتابچہ

"سزائے موت کے مجرموں کے حقوق کی نگہداشت" ہے جسے اقوام متحدہ کی اکنامک اینڈ سوشل کونسل نے ۱۹۸۴ء میں منظور کیا تھا (ECOSOC ریزولیوشن ۱۹۸۴/۵۰) اور جس کی توثیق اس سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے کی تھی۔

اس سلسلہ میں پہلا حفاظتی بند یہ ہے کہ سزائے موت صرف انتہائی بھیانک جرائم پر دی جائے ایسے جرائم جن کا ارتکاب دانستہ طور پر کیا گیا ہو اور جو مہلک ہوں یا جو سنگین نتائج کے حامل ہوں۔ ایسے مذہبی جرم کی وجہ سے جس کے نتیجہ میں نہ تو کسی فرد کی موت واقع ہوئی ہو اور نہ ہی کسی پر تشدد کیا گیا ہو سزائے موت دینا اکنامک اینڈ سوشل کونسل کے بتائے ہوئے اس حفاظتی بند کی خلاف ورزی ہے۔

گستاخی رسول کی سزا موت قرار دینا اقوام متحدہ کے ریزولیوشن نمبر ۶۱/۳۲ مجریہ دسمبر ۱۹۷۷ء کی روح کے بھی منافی ہے۔ کیونکہ یہ ریزولیوشن ایسے جرائم کی تعداد جن پر سزائے موت دی جاسکتی ہو کم کرنے میں کوشاں ہے تاکہ آہستہ آہستہ ایسی سزا کو بالکل کالعدم قرار دیا جاسکے۔

ایمنسٹی حکومت پاکستان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایسے اقدام کرے کہ جس سے ایسے قوانین جن کا تعلق مذہبی آزادی کے حق سے ہے عالمی معیار مثلاً "مذہب یا عقیدہ کی بنا پر اقوام متحدہ کے تمام قسم کی عدم رواداری اور امتیازی سلوک خاتمہ کے مطابق ہو جائیں۔ نیز جتنی جلدی ممکن ہو پاکستان کو ان معیاروں کو اپنا لینا چاہیئے۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

منزل عام پر آجائے گا قرآن مجید کے پیش کردہ ان اصولوں کو اپنائے بغیر امن بحال لانے کی خواہ کتنی کوششیں کی جائیں، کمیشن بنائے اور بٹھائے جائیں جب تک ہم اپنی نیتوں کو درست کر کے امانت و عدل کا حق ادا نہیں کرتے ہماری کارروائیوں کی حیثیت ہوائی پلانوں سے کم نہ ہوگی۔

یہ وہ حقیقت ہے جسکی طرف راہنمائی ۱۴۰۰ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں ہمارے سامنے پیش فرمائی اور تیرہ نے رہتی دنیا کے لئے سنہرے انتظامی اصول مہیا فرمائے

(قریشی محمد فضل اللہ)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع کے لئے ۱۹-۲۰ر اکتوبر (اخاء) ۱۳۷۳ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ ناظمین۔ نائب ناظمین صوبہ جات زعماء کرام و عہدیداران مجالس انصار اللہ سے درخواست ہے کہ جہاں وہ خود اس اجتماع میں شریک ہونیکی کوشش فرمادیں۔ وہاں اپنے اپنے حلقہ کے انصار بھائیوں کو بھی شرکت کی تحریک کریں نیز دعا و تحریک دعا کرتے رہیں۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

بقیہ صفحہ ۱

اور ان کے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضت شاقہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور شوریدگی اور امارگی نفس کی روبہ کمی ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور انس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا ہے۔ اور ان صحبت طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتوں میں اور اخلاقی حالتوں میں اور انقطاع عن الدنیا میں اور توجہ الی اللہ میں اور محبت الٰہیہ میں اور شفقت علی العباد میں اور وفا اور رضا اور استقامت میں اکنوبخالی مرتبے پر ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہیں دیکھی گئی اور عقل سلیم فی الفور معلوم کر لیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر ان کے پاؤں سے اتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں اور وہ تنگی اور انقباض ان کے سینے سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہیں۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۴۳-۴۴۴ حاشیہ در حاشیہ ۳)

طالبانِ دعا

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶ ہیسنگو لین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

ارشاد نبوی ﷺ

اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ

(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)

منجانب

یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

FOR DOLOO SUPREME

CTC TEA IN 100 GMS & 200 GM.S POUCHES

Contact TAAS & CO

P48 PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

PHONES:- 263287, 279302.

طالب دعا۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/s NISHA LEATHER

SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC

19 A. JAWAHARLAL NAHRU ROAD

CALCUTTA-700087

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم

جیولرز

پروپرائیٹر

سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ :- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد

کراچی۔ فون :- ۶۲۹۴۴۲

روایتی زیورات جدید فیشن کیساتھ

لتھرا جیولرز

M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL

GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر :-

حنیف احمد کامران

حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE :- 04524-649

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES.

MAHDI NAGAR YANIYAMBALAM-679339.

(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE.

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

بائی پولیمرز

کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

یعقوب میرزا

43-4028-5137-5206